3
ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۱۷ر جولائی ۱۹۵۹ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور
ہدیہ چار آنے

احادیث الرسول صلے اللہ علیہ وسلم

نماز چور

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَسْوَءُ النَّاسِ سَرِقَةً اَلَّذِیْ یَسْرِقُ مِنْ صَلوٰتِهٖ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَیْفَ یَسْرِقُ مِنْ صَلوٰتِهٖ قَالَ لَا یُتِمُّ رُكُوْعَهَا وَلَا سُجُوْدَهَا (رواہ احمد)

ترجمہ :- ابو قتادہؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ چوری کرنے کے اعتبار سے بہت بڑا چور وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرے صحابہؓ نے پوچھا۔ یا رسول اللہؐ نماز میں سے وہ کیونکہ چوراتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ چوری کرنا یہ ہے کہ نماز کے رکوع اور سجدہ کا پورا نہ کرنا۔

سجدہ کا بیان

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِعْتَدِلُوْا فِی السُّجُوْدِ وَلَا یَبْسُطْ اَحَدُكُمْ ذِرَاعَیْهِ اِنْبِسَاطَ الْكَلْبِ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ انسؓ کہتے ہیں۔ فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اعتدال کرو تم سجدہ میں۔ یعنی اطمینان سے سجدہ کرو اور تم میں سے کوئی شخص سجدہ میں اپنے ہاتھوں کو کتے کی طرح نہ پھیلائے۔

سجدہ کا بیان

عَنْ مَیْمُوْنَةَؓ قَالَتْ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدَ جَافٰى بَیْنَ یَدَیْهِ حَتّٰى لَوْ اَنَّ بَهْمَةً اَرَادَتْ اَنْ تَمُرَّ تَحْتَ یَدَیْهِ مَرَّتْ. هٰذَا لَفْظُ اَبِیْ دَاوٗدَ كَمَا صَرَّحَ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ بِاِسْنَادِهٖ وَلِمُسْلِمٍ بِمَعْنَاهُ قَالَتْ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدَ لَوْ شَاءَتْ بَهْمَةٌ اَنْ تَمُرَّ بَیْنَ یَدَیْهِ لَمَرَّتْ

ترجمہ۔ میمونہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو جدا رکھتے اپنے ہاتھوں کو یہاں تک کہ اگر بکری کا بچہ درمیان سے گزرنا چاہتا تو گزر جاہتا۔ (ابو داؤد) اور مسلم کے الفاظ یہ ہیں کہ جب آپؐ سجدہ کرتے اگر چاہتا بکری کا بچہ تو آپ کے ہاتھوں کے درمیان سے گزر جاتا۔

سجدہ کی دُعا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ سُجُوْدِهٖ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ كُلَّهٗ دِقَّهٗ وَجِلَّهٗ وَاَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ وَعَلَانِیَتَهٗ وَسِرَّهٗ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں یہ پڑھتے تھے اللھم اغفرلی ذنبی کلہ دقہ وجلہ واولہ واخرہ وعلانیتہ وسرہٗ یعنی اے اللہ بخش دے تو میرے گناہ سارے چھوٹے اور بڑے۔ پہلے اور پچھلے اور ظاہر اور چھپے۔

عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ فَقَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْلَةً مِّنَ الْفِرَاشِ فَالْتَمَسْتُهٗ فَوَقَعَتْ یَدِیْ عَلٰى بَطْنِ قَدَمَیْهِ وَهُوَ فِی الْمَسْجِدِ وَهُمَا مَنْصُوْبَتَانِ وَهُوَ یَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰى نَفْسِكَ (رواہ مسلم)

ترجمہ :- عائشہؓ کہتی ہیں کہ ایک رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بستر پر نہ پایا۔ پس ڈھونڈا میں نے آپؐ کو اور میرے ہاتھ آپؐ کے قدموں پر پڑے جبکہ آپؐ سجدہ میں تھے۔ اور دونوں پاؤں کھڑے تھے اور آپؐ سجدہ میں یہ کہہ رہے تھے۔ اللھم انی اعوذ برضاک من سخطک وبمعافاتک من عقوبتک و اعوذبک منک لا احصی ثناء انت کما اثنیت علی نفسک۔ یعنی اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تیری رضا مندی کے ذریعہ تیرے غضب سے اور تیری عافیت کے ذریعہ تیرے عذاب سے اور میں پناہ مانگتا ہوں تیری رحمت کے ذریعہ تیرے غصہ سے۔ میں نہیں شمار کر سکتا تیری تعریف کو تو ایسا ہی ہے جیسا کہ تو نے اپنی تعریف کی ہے۔

سجدہ میں قرب باری

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَقْرَبُ مَا یَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ فَاَكْثِرُوا الدُّعَاءَ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بندہ کا خدا سے قریب ترین ہونا اس وقت متحقق ہوتا ہے۔ جبکہ وہ سجدہ میں ہو۔ اس لئے تم زیادہ دعا کیا کرو سجدہ میں۔

سجدہ کی فضیلت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَرَاَ ابْنُ اٰدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ اعْتَزَلَ الشَّیْطَانُ یَبْكِیْ یَقُوْلُ یَا وَیْلَتٰى اُمِرَ ابْنُ اٰدَمَ بِالسُّجُوْدِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَاُمِرْتُ بِالسُّجُوْدِ فَاَبَیْتُ فَلِیَ النَّارُ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب پڑھتا ہے آدم کا بیٹا آیت سجدہ کی اور پھر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا دور چلا جاتا ہے اور کہتا ہے افسوس ہے آدم علیہ السلام کے بیٹے کو سجدہ کا حکم کیا گیا۔ اس نے سجدہ کیا اور اس کے لئے جنت ہے۔ اور مجھ کو سجدہ کا حکم دیا گیا تو میں نے انکار کیا اور میرے لئے آگ (دوزخ) ہے۔

سجدہ کا طریقہ

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَیْهِ قَبْلَ یَدَیْهِ وَاِذَا نَهَضَ رَفَعَ یَدَیْهِ قَبْلَ رُكْبَتَیْهِ (رواہ ابوداؤد۔ والترمذی والنسائی و ابن ماجہ والدارمی۔

ترجمہ۔ وائل بن حجرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ سجدہ کرتے تو ہاتھوں سے پہلے دونوں گھٹنوں کو زمین پر رکھتے اور جب آپؐ سجدہ سے اٹھتے تو گھٹنوں سے پہلے ہاتھوں کو اٹھاتے ٭

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۵ | جمعتہ المبارک مورخہ ۱۰ محرم الحرام ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۷ جولائی ۱۹۵۹ء | نمبر ۱۰

شہادت حسین رضی اللہ عنہ

آج محرم الحرام کی دسویں تاریخ ہے اس دن کو عام طور پر یوم عاشورہ کہا جاتا ہے۔ تاریخ اسلام میں یوم عاشورہ کو کئی لحاظ سے اہمیت حاصل ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو یہودیوں کو یوم عاشورہ کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھ کر ان سے دریافت فرمایا کہ یہ دن کیسا ہے؟ یہود نے کہا یہ بہت بڑا عظمت کا دن ہے اسی روز اللہ تعالےٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور آپؑ کی قوم بنی اسرائیل کو نجات عطا فرمائی اور فرعون اور اس کی قوم کو بحیرہ قلزم میں غرق فرمایا۔ موسےٰؑ نے شکر کے طور پر اس دن کا روزہ رکھا۔ اس لئے ہم بھی یوم عاشورہ کا روزہ رکھتے ہیں۔ آپؐ نے یہود کا یہ جواب سن کر فرمایا کہ ہم تم سے زیادہ موسیٰ علیہ السلام کے حقدار ہیں۔ اس کے بعد آپؐ نے خود بھی یوم عاشورہ کا روزہ رکھا اور صحابہ کرامؓ کو بھی روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔ حدیث شریف میں یہ بھی آتا ہے کہ جب رمضان المبارک کے روزے فرض ہو گئے تو آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو نہ تو یوم عاشورہ کے روزہ کا حکم فرمایا اور نہ اس سے منع فرمایا۔ ایک حدیث شریف سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپؐ نے ایک بار یہ بھی فرمایا کہ اگر میں اگلے سال تک زندہ رہا تو نویں تاریخ کا روزہ بھی رکھوں گا۔ ان ارشادات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے لئے نویں اور دسویں محرم الحرام کے روزے نفلی روزوں کا درجہ رکھتے ہیں۔

مندرجہ بالا واقعات امام حسین رضؓ کی شہادت سے تقریباً ساٹھ سال پہلے کے ہیں۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت بھی اتفاق سے عاشورہ کے دن ہی ہوئی۔ آپؓ کی شہادت نے تو یوم عاشورہ کی اہمیت کو اور بھی چار چاند لگا دیئے۔ اور اس نے تاریخ اسلام میں ایک نئی روح پھونک دی۔ مولوی محمد علی جوہر مرحوم نے سچ کہا ہے؎

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

امام حسینؓ حضرت فاطمۃ الزہرا کے لخت جگر، حضرت علیؓ کے جگر گوشہ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چہیتے نواسے تھے۔ آپؓ رسول اللہ صلعم کے اہل بیت میں شامل تھے۔ رسول اللہؐ نے آپؓ کو اور آپؓ کے برادر محترم امام حسنؓ کو جنت کے نوجوانوں کے سردار کا لقب عطا فرمایا۔ امام حسینؓ کو اللہ تعالےٰ اور رسول اللہؐ کے ہاں جو درجہ حاصل ہے۔ اس کے پیش نظر کوئی کلمہ گو ایسا نہیں ہو سکتا۔ جس کو آپؓ کی شہادت کا رنج و غم نہ ہو۔ تقریباً تیرہ سو سال گزر جانے کے باوجود مسلمانان عالم کے دلوں میں اب تک اس درد انگیز واقعہ کی یاد تازہ ہے اور وہ ہر سال ۱۰ محرم الحرام کے دن یوم شہادت مناتے ہیں اگرچہ ہماری رائے میں اس کو منانے کا طریقہ کسی لحاظ سے بھی پسندیدہ نہیں۔ امام حسینؓ نے اپنی اور اپنے اعزا اور اقرباء کی جان کی قربانی اس لئے پیش نہیں کی تھی کہ مسلمان محرم الحرام کے دس دن تو ماتمی لباس پہن کر عورتوں کی طرح روئیں اور سینہ کوبی کریں اور سال کے باقی ۳۵۰ دن اپنے عمل اور کردار سے اسلام کا منہ چڑائیں اور باطل کا مقابلہ کرنے کی بجائے اس کی حمایت کریں۔ یہ آپؓ کی شہادت کی قدردانی اور عزت افزائی نہیں۔ بلکہ آپؓ کی اس شاندار قربانی پر پانی پھیر دینا ہے۔ اس بے مثال قربانی کا مقصد یہ تھا۔ کہ مسلمان ایک بہادر ذی وقار اور صاحب عزم قوم کی طرح ہمیشہ طاغوتی قوتوں کے مقابلہ میں سینہ سپر رہ کر اسلام کو دنیا میں سربلند رکھیں۔ الحمد للہ مسلمانوں میں اس قسم کے افراد ہمیشہ رہے ہیں۔ اب بھی ہیں اور انشاءاللہ قیامت تک رہیں گے۔ لیکن اس کی بدقسمتی ہے کہ مسلمان نے من حیث القوم سانحہ کربلا کا یہ روشن پہلو تو نظرانداز کر دیا اور رونے پیٹنے کو اپنا شیوہ بنا لیا۔ اس کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔ وہ مسلمان جو اللہ تعالےٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا تھا۔ آج ہر باطل قوت کے سامنے جھکنے کے لئے تیار ہے۔

یوم عاشورہ ہر سال ہمیں امام حسینؓ کا پیغام کسی شاعر کے الفاظ میں اس طرح دیتا ہے؎

کہتی ہے پیش اب بھی شہادت حسینؓ کی
آزادئ حیات کا یہ سرمدی اصول
کٹ جائے سر تیرا اگر نیزے کی نوک پر
لیکن تو فاسقوں کی اطاعت نہ کر قبول

اب تک مسلمان نے اس پیغام کو نہ گوش ہوش سے سنا اور نہ اس کو لوح دل پر نقش کیا۔ آیئے آج ہم صدق دل سے بارگاہ رب العزت میں دعا کریں کہ اے اللہ! ہماری گزشتہ سال ہا سال کی کوتاہیاں معاف فرما دے۔ اور آئندہ ہمیں توفیق عطا فرما کہ ہم تیرے محبوب کے پیارے نواسے کے نقش قدم پر چل کر تیرے دین کی سربلندی کے لئے اپنا تن۔ من۔ دھن سب کچھ قربان کر سکیں ٭

سیلاب سے تباہی

گزشتہ شمارہ میں ہم نے "سیلاب کا خطرہ" کا عنوان قائم کرکے اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا۔ اس وقت تک سیلاب کی تباہی کا نقشہ ہمارے سامنے نہ تھا۔ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق تمام دریاؤں میں ہیبتناک طغیانی آ چکی ہے اور ہزاروں دیہات متاثر ہو چکے ہیں۔ شاہراہیں اور ریلوے لائنیں کئی مقامات پر ٹوٹ چکی ہیں۔ آمد و رفت کا سلسلہ درہم برہم ہو چکا ہے۔ اگرچہ ہماری فوج نے سڑکوں کو آمد و رفت

باقی بر صفحہ ۱۸

فیضانِ کربلا

از عبدالحمید خان شوق بورسٹل جیل لاہور

اے میرِ کاروانِ حسینانِ کربلا
سردارِ کامگارِ شہیدانِ کربلا

صد مرحبا جناب کا یہ جذبۂ جہاد
بے حوصلہ نہ کر سکا طوفانِ کربلا

راہِ وفا میں جان بھی دے دی تو غم نہیں
ہر حال میں تھے مطمئن سلطانِ کربلا

باطل کی شعلہ ریز ہوا کو بجھا دیا
پہنچے جو کربلا میں غلامانِ کربلا

شبیرِ باوفا کی محبت میں مست تھے
قربان تھے حسینؓ پہ یارانِ کربلا

صحرائے کربلا کے وہ دشوار راستے
طے ہو گئے بہ ہمتِ سلطانِ کربلا

میدان کارزار میں جاتے تھے شوق سے
ہوتے تھے بار بار وہ قربانِ کربلا

زندہ ہے ہر شہید کا تا رستخیز نام
پھیلا ہوا ہے چارسو فیضانِ کربلا

ہے شرم کا مقام یہ کرتے ہو کیا لعین!
ابنِ رسولؐ آج ہے مہمانِ کربلا

تھی طاعتِ یزید میں اسلام کی شکست
پھر کس طرح یہ مانتے سلطانِ کربلا

تعریف میں حضور کی رطب اللساں ہے شوق
اے تاجدار قصر نشینانِ کربلا

اختر رزمی بہاولپوری

اشکہائے عقیدت

جو اشک کہ گرتا ہے مرے دیدۂ تر سے
بڑھ جاتا ہے قیمت میں وہ یاقوت و گہر سے

بڑھ آیا تھا اک لشکرِ اعدا و اُدھر سے
اک نکلا تھا میدان میں شبیرؑ اِدھر سے

روتا ہوں لہو غم میں علیؑ شبیرؑ کے دن رات
روداد الم پوچھے گا شام و سحر سے

ہے کتنی الم ناک شہادت کا نظارہ
تا دیر نہ دیکھا گیا سورج کی نظر سے

کٹ جائے ترا سر نہ جھکے غیر کے آگے
کہتے تھے حسینؓ ابن علیؓ اپنے پسر سے

پھولوں کے بدن والے ملے خاک میں افسوس
تھے جن کے حسیں چہرے فزوں شمس و قمر سے

آقا ہو عطا کچھ تو مجھے صدقۂ اصغرؑ!
خالی نہ کبھی جائے گا اختر ترے در سے

★

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۳ محرم الحرام سنہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۷ جولائی سنہ ۱۹۵۹ء

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْد

تمہید

جس طرح انسان اپنی ظاہری شکل و شباہت کے لحاظ سے دوسرے حیوانات سے ایک ممتاز حیثیت رکھتا ہے اسی طرح اپنے متعلقہ فرائض کے لحاظ سے بھی دوسرے حیوانات سے اپنا ایک جداگانہ اور ممتاز مقام رکھتا ہے اور جس طرح تمام اس مخلوقات پر اس کو فوقیت حاصل ہے جو اس جہان میں نظر آتی ہے۔ مثلاً معدنیات۔ نباتات حیوانات۔ اگر یہ انسان اپنے فرائض منصبی کو مکمل طور پر ادا کرے تو نتیجے کے لحاظ سے بھی یہ سب چیزوں سے قرب الٰہی میں بلند تر مقام پر جا پہنچتا ہے۔ جو رضا الٰہی کا مقام ہے۔ جیسے قرآن مجید میں رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ کے پیارے الفاظ سے ذکر کیا گیا ہے۔ ترجمہ۔ اللہ تعالےٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اس سے راضی ہو گئے۔ یہ اعزازی لقب سوائے انسان کے زمین پر بسنے والی اور کسی مخلوق کو تو کبھی نصیب نہیں ہوا

حقیقتاً لقب انسانی

کے مستحق بھی وہی انسان ہوتے ہیں جو انسانیہ سے متعلقہ فرائض منصبی کو انجام دیں اور جو ان فرائض کو انجام نہیں دیتے۔ اللہ تعالیٰ کی نظر میں بھی وہ حقیقتاً انسان نہیں ہوتے ایسے افراد انسانی کے متعلق

قرآن مجید میں یہ اعلان ہے

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَھَنَّمَ کَثِیْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ لَھُمْ قُلُوْبٌ لَّا یَفْقَھُوْنَ بِھَا وَلَھُمْ اَعْیُنٌ لَّا یُبْصِرُوْنَ بِھَا وَلَھُمْ اٰذَانٌ لَّا یَسْمَعُوْنَ بِھَا اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۲۲ - پ ۹)

ترجمہ۔ اور ہم نے دوزخ کے لئے بہت سے جن اور آدمی پیدا کئے ہیں ان کے دل ہیں کہ ان سے سمجھتے نہیں اور آنکھیں ہیں کہ ان سے دیکھتے نہیں اور کان ہیں کہ ان سے سنتے نہیں۔ وہ ایسے ہیں جیسے چوپائے۔ بلکہ ان سے بھی گمراہی میں زیادہ ہیں۔ یہی لوگ غافل ہیں۔

تمہید کے بعد

مذکورالصدر تمہید کے بعد قرآن مجید میں سے انسانیہ سے متعلقہ فرائض منصبی کی چند مثالیں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جنہیں انسان کو اوامر و نواہی سے خطاب کیا گیا ہے۔

پہلی مثال

وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ۝ (سورۃ النساء ع ۶ پ ۵)

ترجمہ۔ اور اللہ تعالےٰ کی بندگی کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور قریبی ہمسایہ اور اجنبی ہمسایہ اور پاس بیٹھنے والے اور مسافر اور اپنے غلاموں کے ساتھ بھی نیکی کرو۔ بیشک اللہ اترانے والے بڑائی کرنے والے کو پسند نہیں کرتا

خلاصہ

اس ایک آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو گیارہ احکام عطا فرمائے ہیں۔ ان کی تفصیل ملاحظہ ہو۔ پہلا اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو۔ دوسرا۔ جو عبادت کا طریقہ اللہ تعالےٰ کے متعلق سکھایا گیا ہے۔ اس قسم کا تعلق کسی غیر سے نہ رکھو۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔ دَ

وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَھَنَّمَ دٰخِرِیْنَ ۝ (سورۃ المومن ع ۶۔ پ ۲۴) — ترجمہ۔ اور تمہارے رب نے فرمایا ہے۔ مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ بے شک جو لوگ میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں۔ عنقریب وہ ذلیل ہو کر دوزخ میں داخل ہوں گے۔ لہٰذا اب حاجت روائی کے لئے اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور کو پکارنا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی ہوگی۔ تیسرا ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔ چوتھا۔ رشتہ داروں کے ساتھ نیکی کرو۔ پانچواں یتیموں کے ساتھ نیکی کرو۔ چھٹا اور مسکینوں کے ساتھ نیکی کرو۔ ساتواں رشتہ دار ہمسایہ یا یہ مطلب ہے۔ کہ قریب رہنے والے ہمسایہ کے ساتھ نیکی کرو۔ آٹھواں۔ غیر رشتہ دار ہمسایہ یا ذرا دور رہنے والے ہمسایہ کے ساتھ نیکی کرو نواں۔ پاس بیٹھنے والے (مثلاً سفر میں جو ہمارے پاس بیٹھا ہوا ہے) کے ساتھ نیکی کرو۔ دسواں۔ اور مسافر کے ساتھ نیکی کرو (یعنی اُسے کسی چیز کی ضرورت ہے اور تم وہ ضرورت پوری کر سکتے ہو۔ تو کر دو) گیارھواں۔ غلاموں کے ساتھ نیکی کرو۔ آج کل ہمارے ہاں غلام تو نہیں ہیں۔ البتہ میرا خیال ہے کہ ان کی بجائے یہ حکم نوکروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی صورت میں کچھ ادا ہو سکتا ہے۔ واللہ اعلم۔

سچا کھرا اور اصلی مسلمان

وہ ہے جو اللہ تعالےٰ کے مذکورالصدر گیارہ احکام کی حسب توفیق تعمیل کرے

اللھم اجعلنا منھم۔

دوسری مثال

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ؏ (سورۃ النساء رکوع ۸ پ۵) ۔ ترجمہ ۔ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرو۔ اور رسول کی فرمانبرداری کرو۔ اور ان لوگوں کی جو تم میں سے حاکم ہوں (بشرطیکہ مسلمان ہوں۔ کیونکہ مسلمان کو کافر حاکم کی فرمانبرداری کرنے کا شریعت اسلامی میں کوئی حکم نہیں ہے) پھر اگر آپس میں کسی چیز پر جھگڑا کرو۔ تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف پھیرو۔ اگر تم اللہ پر اور قیامت کے دن پر یقین رکھتے ہو۔ یہی بات اچھی ہے اور انجام کے لحاظ سے بہت بہتر ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

پہلی آیت میں حکام کو عدل کا حکم فرما کر اب اوروں کو حکام کی مطاوعت کا حکم دیا جاتا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکام کی اطاعت بھی واجب ہوگی۔ جب وہ حق کی اطاعت کریں گے۔

فائدہ

حاکم اسلام بادشاہ یا اس کا صوبہ دار یا قاضی یا سردار لشکر اور جو کوئی کسی کام پر مقرر ہو۔ ان کا حکم ماننا ضروری ہے۔ جب تک کہ وہ خدا اور رسول کے خلاف حکم نہ دیں۔ اگر خدا اور رسول کے حکم کے صریح خلاف کرے تو اس حکم کو ہرگز نہ مانے اور اگر تم میں اور اولوالامر میں باہم اختلاف ہو جائے کہ حاکم کا یہ حکم اللہ اور اسکے رسول کے حکم کے موافق ہے یا مخالف تو اس کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف رجوع کرکے طے کر لیا کرو۔ کہ وہ حکم فی الحقیقت اللہ اور اُسکے رسول کے حکم کے موافق ہے یا مخالف اور جو بات موافق ہو جائے۔ اسی کو بالاتفاق مسلّم اور معمول بہ سمجھنا چاہیئے اور اختلاف کو دُور کر دینا چاہیئے۔ اگر تم کو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان ہے۔ کیونکہ جس کو اللہ اور قیامت پر ایمان ہوگا۔ وہ ضرور اختلاف کی صورت میں اللہ اور رسول کے حکم کی طرف رجوع کرے گا اور اُن کے حکم کی مخالفت سے بے حد ڈرے گا۔ جس سے معلوم ہو گیا کہ جو اللہ اور رسول کے حکم سے بھاگے گا۔ وہ مسلمان نہیں۔ اس لئے

اگر دو مسلمان آپس میں جھگڑیں۔ ایک نے کہا چلو شرع کی طرف رجوع کریں۔ دوسرے نے کہا۔ میں شرع کو نہیں سمجھتا یا مجھ کو شرع سے کام نہیں۔ تو اس کو بے شک کافر کہیں گے۔ یعنی اپنے تنازعات اور اختلافات کو اللہ اور رسول کی طرف رجوع کرنا اور اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرنی مفید ہے۔ آپس میں جھگڑنے یا اپنی رائے کے موافق فیصلہ کرنے سے اس رجوع کا انجام بہتر ہے۔ شیخ الاسلام کا حاشیہ یہاں آ کر ختم ہوا ہے۔

تیسری

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰـهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ۝ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝ (سورہ بنی اسرائیل ع ۲ ۔ پ ۱۵)

ترجمہ۔ اور تیرا رب فیصلہ کر چکا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں۔ انہیں اُف بھی نہ کہو اور نہ انہیں جھڑکو۔ اور ان سے ادب سے بات کرو۔ اور ان کے سامنے شفقت سے عاجزی کے ساتھ جھکے رہو۔ اور کہو اے میرے رب جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں پالا ہے۔ اسی طرح تو بھی ان پر رحم فرما۔ جو تمہارے دلوں میں ہے۔ تمہارا رب خوب جانتا ہے اگر تم نیک ہوگے۔ تو وہ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے۔ اور رشتہ دار اور مسکین اور مسافر کو اس کا حق دے دو۔ اور مال کو بیجا خرچ نہ کرو۔ بے شک بیجا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکر گزار ہے۔

مذکورۃ الصدر آیات کے مضامین کا خلاصہ

قرآن مجید میں سینکڑوں مقامات پر یہ تلقین کی گئی ہے کہ اے انسانو۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کی ہرگز عبادت نہ کرنا۔ ان مقامات مقدسہ میں سے ایک یہ مقام بھی ہے۔ اس کے بعد ماں باپ سے حسن سلوک سے زندگی بسر کرنے کی تلقین کی گئی ہے اور یہ چیز بھی قانون الٰہی میں اشد ضروری قرار دی گئی ہے۔ حتیٰ کہ فقط اسی ایک گناہ کے باعث بھی مجرم سیدھا دوزخ میں بھیج دیا جائے گا۔ اگرچہ اس کے بعد سیدالانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کی برکت سے نکال دیا جائے گا۔ ماں باپ کے بعد پھر دوسرے رشتہ داروں۔ مسکینوں اور مسافروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا مال خرچ کرتے وقت فضول خرچی میں خرچ کرنے سے منع کر دیا گیا ہے اب

سچا کھرا اور اصلی مسلمان

وہ ہوگا جو مذکورالصدر احکام الٰہی کی پابندی کرے گا۔ ورنہ نام کا تو مسلمان ہوگا۔ اور بد اعمالی کے باعث اس پر خدا کی لعنت پڑے گی۔ اور خدا تعالےٰ اس کی بد اعمالی کے باعث سخت ناراض ہوگا۔ اسی کا نام لعنت ہے۔ کیونکہ لعنت کی معنی اَللَّعْنَةُ اَلْبُعْدُ مِنَ الرَّحْمَةِ۔ ترجمہ۔ لعنت اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دُور رکھے جانے کا نام ہے

چوتھی

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً (الیٰ) مَدْحُوْرًا ۝ سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۳ کی آیت مَدْحُوْرًا تک جتنے احکام الٰہی اس عنوان کے اندر آ گئے ہیں ان کا ترجمہ اور کچھ تشریح بآسانی سمجھ میں آنے کے لئے لکھ دی جاتی ہے۔

پہلا حکم

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ۝ ترجمہ اور اپنا ہاتھ اپنی گردن

کے ساتھ بندھا ہوا نہ رکھ اور نہ اسے کھول دے۔ بالکل ہی کھول دینا پھر تو پشیمان تہی دست ہو کر بیٹھ رہے گا۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

"یعنی سب الزام دیں کہ کنجوس مکھی چوس ہے یا یہ کہ اتنا کیوں دیا کہ آپ محتاج رہ گیا۔ غرض ہر معاملہ میں توسط و اعتدال مرعی رکھنا چاہیئے۔ نہ ہاتھ اس قدر کھینچے کہ گردن سے لگ جائے اور نہ طاقت سے بڑھ کر خرچ کرنے میں ایسی کشادہ دستی دکھلائے کہ پھر بھیک مانگنی پڑے اور ہاتھ کھلے کا کھلا رہ جائے۔ ابن کثیر لکھتے ہیں "فَتُعْطِيْ فَوْقَ طَاقَتِكَ وَتُخْرِجُ اَكْثَرَ مِنْ دَخْلِكَ" یعنی طاقت سے بڑھ کر یا آمدنی سے زائد کرنا بھی "وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ" کے تحت میں داخل ہے۔ حدیث میں ہے "مَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ" جس نے میانہ روی اختیار کی محتاج نہیں ہوا۔"

دوسرا حکم

اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا ۝ ترجمہ۔ بے شک تیرا رب جس کے لئے چاہے رزق کشادہ کرتا ہے۔ اور تنگ بھی کرتا ہے۔ بے شک وہ اپنے بندوں کو جاننے والا اور دیکھنے والا بھی ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

یعنی تمہارے ہاتھ روکنے سے تم غنی اور دوسرا فقیر نہیں ہو جاتا۔ نہ تمہاری سخاوت سے وہ غنی اور تم فقیر بن سکتے ہو۔ فقیر و غنی بنانا اور روزی کا کم و بیش کرنا محض خدا کے قبضہ میں ہے اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں کہ افسوس آج ہمارے پاس نہیں ہے۔ یہ فقیر جو امید سے کر آیا تھا۔ کیا کہے گا۔ فقر و غنی کے مختلف احوال بھیجنا اسی مالک علی الاطلاق کے قبضہ میں ہے۔ تمہارا کام میانہ روی سے امتثال حکم کرنا ہے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ یعنی محتاج کو دیکھ کر بالکل بیتاب نہ ہو جا۔ اس کی حاجت روائی تیرے ذمہ نہیں۔ اللہ کے ذمہ پر ہے۔ لیکن یہ باتیں پیغمبر علیہ السلام کی فرمائی ہیں جو بے حد سخی واقع ہوئے تھے۔ باقی جس کے جی سے مال نہ نکل سکے اس کو پابند کیا ہے۔ دینے کا۔ حکیم بھی گرمی والے کو سرد دوا دیتا ہے اور سردی والے کو گرم۔ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا ۝ یعنی ہر ایک بندے کے ظاہری و باطنی احوال و مصالح سے خبردار ہے۔ اسی کے موافق معاملہ کرتا ہے۔ حدیث قدسی میں فرمایا کہ میرے بعض بندے وہ ہیں۔ جن کی درستئ حال فقیر رہنے میں ہے۔ اگر میں اس کو غنی کر دیتا تو اس کا دین تباہ ہو جاتا۔ اس کے برعکس بعض وہ بندے ہیں جن کو غنی بنایا۔ اگر فقیر بنا دیا جاتا تو دین پر قائم نہ رہ سکتے۔ اس کے علاوہ بعض اشقیاء کے حق میں غناء ظاہری محض اہمال و استدراج کے طور پر یا فقر و تنگدستی عقوبت اور سزا کے طریقہ سے ہے۔ (عیاذاً باللہ من ہذا و ہذا)

تیسرا حکم

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۖ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۚ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝ ترجمہ اور اپنی اولاد کو تنگدستی کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ ہم انہیں بھی رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی۔ بے شک اُن کا قتل کرنا بڑا گناہ ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

بعض کافر اولاد کو مار ڈالتے تھے کہ ان کا خرچ کہاں سے لائیں گے۔ کیونکہ یہ بیرحمی کی حرکت نسل انسانی کے قطع کرنے کا موجب ہے اور ظاہر ہوتا ہے کہ ایسا کرنے والے کو حق تعالیٰ کی رزاقی پر اعتماد نہیں۔

چوتھا حکم

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ۝ ترجمہ۔ اور زنا کے قریب نہ جاؤ۔ بے شک وہ بے حیائی ہے اور بُری راہ ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

یعنی زنا کرنا تو بڑی سخت چیز ہے اس کے پاس بھی مت جاؤ۔ گویا "لَا تَقْرَبُوا" میں مبادی زنا سے بچنے کی ہدایت کر دی گئی۔ مثلاً اجنبی عورت کی طرف بدوں عذر شرعی نظر کرنا۔ یا بوس و کنار وغیرہ۔ کیونکہ زنا سے انساب میں گڑ بڑ ہوتی ہے۔ اور بہت طرح کی لڑائیاں اور جھگڑے ٹنٹے ہوتے ہیں اور سب کے لئے بُری راہ نکلتی ہے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی اگر یہ راہ نکلی تو ایک شخص دوسرے کی عورت پر نظر کرے کوئی دوسرا اُس کی عورت پر کرے گا۔ مسند امام احمد میں ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے زنا کی اجازت دیجئے حاضرین نے اُسے ڈانٹ بتلائی کہ پیغمبر خدا کے سامنے ایسی گستاخی؟ خبردار چپ رہو۔ حضور نے اس کو فرمایا۔ کہ میرے قریب آؤ۔ وہ قریب آ کر بیٹھا تو آپ نے فرمایا کہ کیا تو یہ حرکت اپنی ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، خالہ میں سے کسی کی نسبت پسند کرتا ہے۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ خدا مجھ کو آپ پر قربان کرے۔ ہرگز نہیں۔ فرمایا۔ دوسرے لوگ بھی اپنی ماؤں، بیٹیوں، بہنوں، پھوپھیوں اور خالاؤں کے لئے یہ فعل گوارا نہیں کرتے۔ پھر آپ نے دعا فرمائی کہ الٰہی اسکے گناہ کو معاف فرما۔ اور اس کے دل کو پاک اور شرمگاہ کو محفوظ کر دے۔ ابو امامہ فرماتے ہیں کہ اس دعا کے بعد اس شخص کی یہ حالت ہو گئی کہ کسی عورت وغیرہ کی طرف نگاہ اُٹھا کر نہ دیکھتا تھا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ

پانچواں حکم

(وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ۝ (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۴ پ ۱۵) ترجمہ اور جس جان کو قتل کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے۔ اسے ناحق قتل نہ کرنا اور جو کوئی ظلم سے مارا جائے تو ہم نے اس کے ولی کے واسطے اختیار دے دیا ہے۔ لہٰذا قصاص میں زیادتی نہ کرے۔ بیشک اس کی مدد کی گئی ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ:۔ شیخ الاسلام تحریر

فرماتے ہیں۔ صحیحین (بخاری شریف اور مسلم شریف جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی بہت بڑی کتابیں ہیں۔ جن کے متعلق اہل السنۃ والجماعۃ کا اتفاق ہے کہ ان دونوں کتابوں میں جتنی حدیثیں ہیں۔ ان سب کے متعلق یہ بات یقینی ہے کہ واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ہیں۔ اس عقیدہ میں اہل السنۃ والجماعۃ کے ہاں کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے) میں کہا ہے کہ کسی مسلمان کا خون حلال نہیں۔ مگر تین صورتوں میں جان کے بدلے جان یا زانی محصن یا جو شخص دین کو چھوڑ کر (مسلمانوں کی جماعت سے) علیحدہ ہو جائے (اور) اولیائے مقتول کو اختیار ہے کہ حکومت سے کہہ کر خون کا بدلہ لیں۔ لیکن بدلہ لیتے وقت حد سے نہ گذریں۔ مثلاً قاتل کی جگہ غیر قاتل کو سزا دلوانے لگیں یا قاتل کے ساتھ دوسرے بیگناہوں کو بھی شامل کر لیں۔ یا قاتل کے ناک کان وغیرہ کاٹنے اور مثلہ کرنے لگیں۔ خدا نے اس کی (مقتول کے وارث) مدد کی کہ بدلہ لینے کا حق دیا اور حکام کو امر فرمایا کہ حق دلوانے میں کمی نہ کریں۔ بلکہ ہر کسی کو لازم ہے کہ خون کا بدلہ دلانے میں مدد کرے نہ یہ کہ اُلٹا قاتل کی حمایت کرنے لگے اور وارث کو بھی چاہیئے کہ ایک کے بدلے دو نہ مارے یا قاتل ہاتھ نہ لگا۔ تو اس کے بیٹے بھائی کو نہ مار ڈالے۔ جیسے جاہلیت میں رواج تھا۔

چھٹا حکم

وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ (سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۴ پ ۱۵)

ترجمہ۔ اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ۔ مگر جس طریقہ سے کہ بہتر ہو۔ جب تک وہ اپنی جوانی کو نہ پہنچے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

"حضرت مولانا شبیر احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ یعنی یتیم کے مال کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ ہاں اگر اس کی حفاظت و نگہداشت اور خیر خواہی مقصود ہو تو مضائقہ نہیں جس وقت جوان ہو جائے اور اپنے نفع نقصان کو سمجھنے لگے۔ مال اس کے حوالہ کر دو۔

ساتواں حکم

وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا (سورۃ بنی اسرائیل ع ۴ پ ۱۵)

ترجمہ۔ اور عہد کو پورا کرو۔ بیشک عہد کی باز پرس ہوگی۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "اس میں سب عہد داخل ہیں خواہ اللہ سے کئے جائیں یا بندوں سے بشرطیکہ غیر مشروع نہ ہوں۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ کسی کو قول و قرار صلح کا دے کر بدعہدی کرنا اس کا وبال ضرور پڑتا ہے"۔

آٹھواں حکم

وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا (سورۃ بنی اسرائیل ع ۴ پ ۱۵)

ترجمہ۔ اور ناپ تول کر دو۔ تو پورا ناپو اور صحیح ترازو سے تول کر دو۔ یہ بہتر ہے اور انجام بھی اس کا اچھا ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

(یعنی جھونک نہ مارو۔ ناپ تول میں کمی کرنے سے معاملات کا نظام مختل ہو جاتا ہے۔ قوم شعیب کی ہلاکت کا قصہ پہلے کئی جگہ آ چکا ہے۔ ان کا بڑا عملی گناہ یہ ہی بیان کیا گیا ہے۔ روایات میں ہے کہ جو شخص کسی حرام پر قدرت پا کر محض خدا کے خوف سے رُک جائے تو خدا تعالیٰ اسی دنیا میں آخرت سے پہلے اس کو نعم البدل عطا فرمائے گا۔ دغابازی اول چلتی ہے۔ پھر لوگ خبردار ہو کر اس سے معاملہ نہیں کرتے اور پورا حق دینے والا سب کو بھلا لگتا ہے۔ اللہ اس کی تجارت خوب چلاتا ہے۔

نواں حکم

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا (سورۃ بنی اسرائیل ع ۴ پ ۱۵)

ترجمہ۔ اور جس بات کی تجھے خبر نہیں۔ اس کے پیچھے نہ پڑ۔ بیشک کان اور آنکھ اور دل ہر ایک سے باز پرس ہوگی۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

"یعنی بے تحقیق بات زبان سے مت نکال۔ نہ اس کی اندھا دھند پیروی کر آدمی کو چاہیئے کہ کان، آنکھ اور دل و دماغ سے کام لے کر اور بقدر کفایت تحقیق کر کے کوئی بات منہ سے نکالے یا عمل میں لائے۔ سُنی سنائی باتوں پر بے سوچے سمجھے یوں ہی اٹکل پچو کوئی قطعی حکم نہ لگائے یا عملدرآمد شروع نہ کر دے۔ اس میں جھوٹی شہادت دینا۔ غلط تہمتیں لگانا، بے تحقیق چیزیں سُن کر کسی کے درپے آزار ہونا۔ یا بغض و عداوت قائم کر لینا۔ باپ دادا کی تقلید یا رسم و رواج کی پابندی میں خلاف شرع اور ناحق باتوں کی حمایت کرنا۔ ان دیکھی یا ان سُنی چیزوں کو دیکھی یا سُنی ہوئی بتلانا۔ غیر معلوم اشیاء کی نسبت دعوے کرنا کہ میں جانتا ہوں۔ یہ سب صورتیں اس آیت کے تحت میں داخل ہیں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ قیامت کے دن تمام قویٰ کی نسبت سوال ہوگا کہ ان کو کہاں کہاں استعمال کیا تھا۔ بے موقع تو خرچ نہیں کیا؟

دسواں حکم

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا كُلُّ ذَٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا (سورۃ بنی اسرائیل ع ۴ پ ۱۵)

ترجمہ۔ اور زمین پر اتراتا ہوا نہ چل بے شک تو زمین کو پھاڑ ڈالے گا اور نہ لمبائی میں پہاڑوں تک پہنچے گا۔ ان میں سے ہر ایک بات تیرے رب کے ہاں نا پسند ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

"یعنی متکبروں کی چال چلنا انسان کو زیبا نہیں۔ نہ تو زور سے پاؤں مار کر وہ زمین کو پھاڑ سکتا ہے۔ نہ گردن اُبھارنے اور سینہ تاننے سے اونچا ہو کر پہاڑوں کی برابر ہو سکتا ہے۔ پھر ایسے ضعف و عجز اور اس بساط پر اپنے آپ کو اس قدر لمبا کھینچنے سے کیا فائدہ۔ جن باتوں کو اوپر منع کیا ان کے کرنے میں رب کی بیزاری

ہے (یعنی وہ ان بُرے کاموں سے بیزار ہے اور جن کا حکم کیا۔ اُن کے نہ کرنے میں بیزاری ہے۔

گیارھواں حکم

ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ۭ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا

ترجمہ۔ یہ (جو کچھ پہلے بیان کیا گیا ہے) اس حکمت میں سے ہے کہ جسے تیرے رب نے تیری طرف وحی کیا اور اللہ کے ساتھ کسی کو معبود نہ بنا۔ ورنہ تو ملزم مردود بنا کر جہنم میں ڈال دیا جائیگا

شیخ الاسلام کا حاشیہ

یعنی اوپر جو پر مغز اور بیش بہا نصیحتیں کی گئیں یہ وہ علم و حکمت اور تہذیب و اخلاق کی باتیں ہیں جنہیں عقل سلیم قبول کرتی ہے اور جو وحی کے ضمن میں نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلا واسطہ اور اُمت امیہ کی طرف بواسطہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھیجی گئیں۔

برادران اسلام اور مسلم خواتین

میری مندرجہ ذیل پیش کردہ چند سطور بڑے غور سے پڑھیے گا۔ اگر آپ نے ان سطور میں پیش کردہ روح تعلیم کو مان لیا تو آپ کی زندگی بارگاہ الٰہی میں کامیاب خیال کی جائے گی۔ مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل میں بہت بڑی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب سے راضی ہو جائے گا۔ اور ہماری قبریں بہشت کا باغ بنا دے گا اور قیامت کے دن بہشت میں داخل ہونے والوں کی فہرست میں ہمارا نام بھی آ جائے گا۔

یہ عقلی قاعدہ ہے

کہ جب کبھی کوئی شخص کوئی مشینری خریدنے کے لئے بازار میں جاتا ہے۔ اور بازار میں دیکھتا ہے کہ وہ مشینری بازار میں متعدد دکانداروں کے پاس رکھی ہے اور ہر دکاندار اُسے یہ کہتا ہے کہ میری مشینری بہت ہی اچھی ہے اور آپ کے لئے بڑی مفید ثابت ہوگی لہذا آپ میرے ہاں سے خرید لیجئے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا وہ شخص ان دکانداروں کے چکمے میں آ کر

اور ان کی دل موہ لینے والی باتوں میں آ کر مشینری خرید لے گا۔ یا اپنی ذاتی تحقیقات سے مشینری خریدے گا۔ ہر عقلمند کا یہی فیصلہ ہے کہ وہ شخص اگر اس کام کو جانتا ہے تو اپنی صوابدید اور اپنی تحقیق کے مطابق خرید کرے گا۔ نہ کہ ان لوگوں کے کہنے پر ساٹھ ستر ہزار روپیہ فوراً اپنی گرہ سے کھول کر کسی دکاندار کے حوالہ کر دے گا۔

بعینہٖ اسی طرح

اپنے معاملے پر غور کیجئے۔ آپ کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب انسانوں کو خود پیدا کیا ہے اور ساتھ ہی گزشتہ زمانوں میں گزشتہ انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد آپ کی معرفت ہمیں قرآن مجید میں یہ اطلاع دی ہے۔ کہ مجھے اپنے پیدا کردہ بندوں میں سے فلاں فلاں صفات سے جو متصف ہو کر دنیا سے لوٹ کر میرے ہاں آئیں گے وہ میری بارگاہ میں مقبول ہوں گے۔ ان صفات کا خاکہ میں نے قرآن مجید سے منتخب کردہ پانچ مثالوں کی صورت میں آپ کے سامنے پیش کیا ہے اور مثال نمبر ۵ کے ضمن میں بندہ نے اس نمبر کی متعدد آیات میں سے گیارہ احکام خداوندی چن چن کر آپ کے سامنے پیش کئے ہیں۔ لہذا اگر ہم بارگاہ الٰہی میں مقبول ہونا چاہتے ہیں تو مذکورۃ الصدر گیارہ احکام الٰہی کو اپنا دستور بنائیں۔ علاوہ اس کے ان پیش کردہ پانچ مثالوں سے جن صفات سے متصف ہونا ہمارے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے ان سے متصف ہو کر زندگی بسر کریں۔ ایسی صورت میں جب ہمیں پیغام موت آئے گا۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم خوشی خوشی بارگاہ الٰہی میں پیش ہونے کے لئے دنیا سے رخصت ہونگے۔ اللہم اجعلنا منہم۔

اور اگر ان صفات سے متصف ہوئے

تو پھر ایک حدیث شریف پیش کرتا ہوں۔ اس میں موت کے بعد پیش آنے والا اپنا نقشہ دیکھ لیجئے۔ شائد اس نقشہ کے دیکھنے کے بعد آپ کے دل میں خوف خدا پیدا ہو جائے اور اپنی اصلاح کر لیں۔

حدیث شریف۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰى اَعْنَاقِهِمْ فَاِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُوْنِيْ وَاِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ لِاَهْلِهَا يَا وَيْلَهَا اَيْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَ الْاِنْسَانُ لَصَعِقَ (رواہ البخاری)

ترجمہ۔ ابی سعید سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جنازہ (تیار کرکے) رکھا جاتا ہے۔ پھر اسے مرد اپنی گردنوں پر اٹھا لیتے ہیں۔ پھر اگر (وہ شخص نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھے جلدی لے چلو۔ اور اگر صالح (نیک) نہیں ہوتا تو جنازہ اٹھانے والوں کو کہتا ہے۔ ہائے افسوس اس (یعنی جنازے) کو کہاں لے جا رہے ہو۔ (یعنی در اصل وہ ادھر جانا نہیں چاہتا۔ اس جنازے کی آواز سوائے انسان کے ہر چیز سنتی ہے۔ اور اگر انسان سُن لیں تو اس ہیبت ناک آواز کے باعث بیہوش ہو جائیں

اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات مورخہ ۱۲ محرم الحرام ۱۳۷۹ھ مطابق ۹ جولائی ۱۹۵۹ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

نور باطن والے اولیاء کرام سب سے زیادہ اللہ تعالےٰ سے ڈرتے ہیں

گزشتہ جمعرات میں نے عرض کیا تھا کہ اولیاء اللہ کی کئی قسمیں ہیں۔ ان میں سے ایک قسم ان اولیاء اللہ کی ہے۔ جن کو اللہ تعالےٰ باطن کا نور عطا فرماتے ہیں۔ یہ حضرات بادشاہوں سے زیادہ نازک مزاج ہوتے ہیں۔ باطن کی بینائی کا ذکر قرآن مجید میں بھی آتا ہے۔ فرماتے ہیں۔

فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ۝ (سورۃ الحج رکوع ۶۔ پ ۱۷) ۔ترجمہ پس تحقیق بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں اندھے ہو جاتے ہیں)۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اندھوں کی دو قسمیں ہیں ۔۱۔ ظاہری آنکھوں کے اندھے۔ ۲۔ دل کے اندھے۔ اگر انسان دل کے اندھے ہوتے ہیں۔ تو دل کے بینا بھی تو ہونگے۔ یوں تو مومن مرد اور عورتیں سب اللہ تعالےٰ کے دوست ہیں۔ ان میں سے کوئی اللہ تعالیٰ کا دشمن نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی ایک قسم وہ ہے۔ جن کو اللہ تعالےٰ نور باطن عطا فرماتے ہیں۔

میں گزشتہ جمعرات عرض کر چکا ہوں۔ کہ بادشاہ سلامت کے پاس کھانا رکھا ہو تو ان کو پتہ نہیں چلتا کہ اس میں زہر ہے یا نہیں۔ لیکن جن اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ نور باطن عطا فرماتے ہیں۔ وہ آپ کو ایک منٹ سے پہلے بتلا دیں گے۔ کہ کھانے میں روحانیت کے لئے کوئی زہر ہے یا نہیں۔ آپ دس میل بلکہ سو میل کے فاصلے پر کھانا تیار کر کے رکھ آئیں اور ان سے کہیں حضرت! کھانا تیار ہے لے آؤں۔ وہ یہیں سے دیکھ کر آپ کو بتلا دیں گے کہ پلاؤ میں چاول حلال کے ہیں یا حرام کے۔ گھی حلال کا ہے یا حرام کا۔ پانی حلال کا ہے یا حرام کا۔ نمک حلال کا ہے یا حرام کا۔ ان اولیاء اللہ میں ایک خاص چیز ہوتی ہے۔ وہ سب سے زیادہ اللہ تعالےٰ سے ڈرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ کی ناراضگی کا عکس ان پر فوراً پڑتا ہے۔ باقی بھی ڈرتے ہیں لیکن جتنا یہ ڈرتے ہیں اور کوئی نہیں ڈرتا۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسان کے ہر عمل کے چار درجے ہوتے ہیں۔ ۱۔ الانبعاث من النفس۔ پہلے دل میں ارادہ پیدا ہوتا ہے۔ یہ پہلا درجہ ہے۔ ۲۔ عود الی النفس۔ عمل کرنے کے بعد اس کا اثر طبیعت پر لوٹ کر آتا ہے۔ یہ دوسرا درجہ ہے ۳۔ تشبث بذیل النفس۔ دل میں اس عمل کا اثر آ کر جم جاتا ہے۔ مثلاً برا عمل تھا۔ تو پشیمانی پیدا ہوتی ہے۔ نیک عمل تھا تو سرور پیدا ہوتا ہے۔ یہ تیسرا درجہ ہے۔ ۴۔ احصا علی النفس نفس اس عمل کے اثر کو محفوظ رکھتا ہے یہ چوتھا درجہ ہے۔

انسان فعل باہر کرتا ہے۔ لیکن اس فعل کا اثر اندر دل پر آ کر پڑتا ہے۔ مثلاً اُستاد نے بچہ کو تھپڑ مارا۔ بچہ کے دو دانت ٹوٹ گئے۔ خون بہنے لگا۔ اُستاد پشیمان ہوا۔ اُستاد نے تھپڑ باہر مارا۔ اور پشیمانی اس کے دل میں لوٹ کر آئی کہ مجھے اتنا سخت نہیں مارنا چاہیئے تھا۔

عالم الغیب والشہادۃ تو فقط اللہ تعالےٰ کی ذات ہے۔ اہل اللہ عالم الغیب نہیں ہوتے۔ لیکن وہ ایک منٹ سے پہلے بتلا دیں گے۔ کہ ان کے سامنے مخلص بیٹھا ہے یا منافق۔ اللہ تعالےٰ یہ نعمت ان کو عطا فرماتے ہیں۔ اس قسم کے اللہ والے نایاب نہیں۔ کمیاب ضرور ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا نام سکھانے والے تو سینکڑوں ہوں گے۔ مگر اس درجہ پر پہنچنے والے بہت ہی کم ہوں گے۔ گناہوں سے جتنا یہ حضرات بچتے ہیں دوسرے نہیں بچ سکتے۔ وہ خیر و شر۔ نیک و بد حلال و حرام کو سمجھتے ہیں۔ بعض اوقات اگر توجہ کئے بغیر غلطی سے یہ حضرات حرام کھا بیٹھتے ہیں جب حرام چیز اندر جاتی ہے تو ان کو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اندر شیطان ناچ رہا ہے۔ وہ فوراً اللہ تعالےٰ سے معافی مانگتے ہیں اور توبہ کرتے ہیں لیکن حرام کا اثر رہے گا۔ جب تک اس کے اثرات اندر سے نکلنے نہ پائیں۔ لاہور میں اس قسم کے اولیاء اللہ ایک لاکھ میں ایک بھی نہیں۔ اسی لئے تو میں کہا کرتا ہوں کہ آپ کہتے ہیں بینا سارے۔ اندھا کوئی۔ میں کہتا ہوں اندھے سارے بینا کوئی۔ اگر لاہور میں ایک لاکھ میں ایک باطن کا بینا ہوتا تو ۱۴ لاکھ کی آبادی میں ۱۴ تو ہوتے۔ اگر ۱۴ ہوتے تو لاہور میں اتنی گمراہی نہ ہوتی۔ جتنی اب ہے۔

جو حضرات باطن کے بینا ہیں۔ ان کو جن گھروں کے متعلق احساس ہو جاتا ہے کہ ان کی کمائی حرام کی ہے۔ اس گھر والے ہزار زور لگائیں۔ وہ ان کا کھانا ہرگز نہیں کھائیں گے۔ ہر عیب سے پاک تو اللہ تعالےٰ کی ذات ہے یا پھر انبیاء علیہم السلام پاک ہوتے ہیں پاک کرنے والا اللہ تعالےٰ ہے۔ وہ انبیاء علیہم السلام کو پاک کر کے بھیجتا ہے۔ اولیاء اللہ کی یہ قسم بھی جنکو اللہ تعالیٰ نور باطن عطا فرماتے ہیں پاک ہوتی ہے۔

میں پہلے کسی مجلس ذکر میں عرض کر چکا ہوں کہ ظاہری آنکھوں کا اندھا نہ اپنے آپ کو پہچانتا ہے۔ نہ اپنی مملوکہ اشیاء کو پہچانتا ہے اور نہ اپنے دوست احباب کو پہچانتا ہے۔ باطن کے اندھوں کا بھی یہی حال ہوتا ہے۔ وہ نہ اپنے آپ کو پہچانتے ہیں۔ نہ اپنی مملوکہ اشیا کو پہچانتے ہیں۔ اور نہ دوست احباب کو پہچانتے ہیں۔ باطن کے بینا اپنے آپ کو بھی پہچانتے ہیں۔ اپنی مملوکہ اشیاء کو بھی پہچانتے ہیں اور دوست احباب کو بھی پہچانتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحبؒ کا ارشاد بالکل ٹھیک ہے کہ جب انسان

عمل کرتا ہے تو اس عمل کا اثر الٹا لوٹ کر آتا ہے۔ عمل نیک ہو یا بد۔ اللہ والے اس کے اثر کو محسوس کرتے ہیں۔ ان سے جب کوئی گناہ ہوتا ہے تو ان کو فوراً اس کا احساس ہوتا ہے وہ توبہ کرتے ہیں اور وہ معاف ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ (رواہ ابن ماجہ) (باب الاستغفار والتوبۃ الفصل الثالث) — ترجمہ۔ (حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی مانند ہے۔ جس کے ذمہ کوئی گناہ نہیں

اس درجہ کے اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ اس طریقہ سے گناہوں سے پاک کر دیتا ہے۔ یہ حضرات ہر ایک کے ساتھ یکساں ملتے ہیں۔ لیکن وہ مخلص اور منافق کو پہچانتے ہیں۔ منافق مزاج ان کی لاکھ خوشامد کریں۔ لیکن چونکہ ان کی نظر دل پر ہوتی ہے۔ اس لئے وہ منافق پر کبھی اعتماد نہیں کرتے۔ اس قسم کے حضرات کی صحبت میں نور باطن پیدا ہو جاتا ہے۔ میں کہا کرتا ہوں کہ شیخ کامل ہو اور طالب صادق ہو تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے باطن کی بینائی پیدا ہو جاتی ہے طالب صادق کے معنی ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ جس کا تعلق کامل کے قلب سے عقیدت ادب اور اطاعت کی۔ تین تاروں سے ہو۔ وہ کامل کی "ہاں" میں "ہاں" اور "نہ" میں "نہ" ملائے اپنی نہ "ہاں" ہو اور نہ "نہ" ہو

یاد رکھیئے شیطان عقیدت میں فرق لاتا ہے۔ وہ کامل اور طالب کے تعلق میں رخنہ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو ان اولیاء کرام کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جن کو اس نے نور باطن کی نعمت عطا فرما رکھی ہے آمین یا الٰہ العالمین۔

حرام کھانے والوں کی دو قسمیں ہیں

۱۔ جو دانستہ حرام کھاتے ہیں۔ جو مسلمان شراب پیتے ہیں یا رشوت لیتے ہیں۔ وہ جان بوجھ کر دانستہ حرام کھاتے ہیں۔ یہ تو شرعاً مجرم ہیں۔

۲۔ جو بے سمجھی سے حرام کھاتے ہیں یہ شرعاً مجرم نہیں۔ لیکن حرام اپنا اثر ضرور کرے گا۔ اگر ایک شخص کوزہ مصری سمجھ کر غلطی سے سنکھیا کھا جائے تو سنکھیا پیغام موت ضرور لائے گا۔ اگرچہ وہ شرعاً خودکشی کا مجرم نہ ہوگا جان بوجھ کر زہر کھانے والا خودکشی کا مجرم ہے اور جہنم میں جائے گا۔ عبادت میں جو لذت ہے وہ حرام کھانے سے سلب ہو جاتی ہے۔ میرے پاس لوگ آتے ہیں کہ نماز میں لذت نہیں آتی میرا ایک ہی جواب ہوتا ہے کہ تم نے حرام کھایا ہوگا۔ جان بوجھ کر حرام کھانے والا فاسق ہے۔ بلا سمجھے کھانے والا فاسق نہیں۔ لاہور میں اکثر چیزیں حرام ہوتی ہیں۔ یہاں گوشت حرام کا ہوتا ہے۔ دودھ حرام کا۔ گھی حرام کا۔ چاول حرام کے۔ کھانڈ حرام کی۔ مثلاً ڈپو ہولڈر کو دو بوری کھانڈ ملی۔ ایک تو راشن کارڈ والوں میں بانٹ دی۔ اور ایک چھپا لی۔ جو آیا اس سے کہہ دیا کہ ختم ہو گئی اور وہ بوری بلیک مارکیٹ میں مہنگے دام بیچ لی۔ یہ کھانڈ حرام کی ہو گئی۔ کیونکہ یہ راشن کارڈ والوں کا حق تھا۔ جو ان سے چھین کر اس نے ان کو دیا ہے۔ دیہات میں اتنا حرام نہیں ہوتا جتنا یہاں ہے۔

دنیا میں ہر شخص اوپر چڑھنے کا خواہشمند ہے۔ تاجر چاہتا ہے کہ میں سب سے بڑا سیٹھ بن جاؤں۔ زمیندار چاہتا ہے کہ میں سب سے زیادہ رقبہ زمین پر قابض ہو جاؤں۔ سرکاری ملازم چاہتا ہے کہ بڑے سے بڑے عہدے پر پہنچ کر ریٹائر ہوں۔ تاکہ مجھے زیادہ سے زیادہ پنشن ملے۔ ادھر بھی اوپر چڑھنے کی کوشش کیا کیجئے یا تو انسان خود باطن کا بینا ہو یا کسی بینا کے دامن سے وابستہ ہو جائے۔ جو کام کرے اس سے پوچھ کر کرے۔ مولانا غلام صدیق صاحبؒ میرے حضرت دین پوریؒ کے خدام میں سے تھے۔ انہوں نے مجھے حضرتؒ کے ایک خادم کا واقعہ سنایا۔ حضرتؒ کی مسجد بن رہی تھی اور یہ خادم معمار کا کام کر رہا تھا۔ حضرتؒ دیکھ رہے تھے۔ وہ جب اینٹ رکھتا تھا تو اس سے فرماتے اٹھا جو اینٹ تم نے غلط رکھی ہے وہ ہر بار یہی عرض کرتا۔ ہاں میرے سائیں۔ اور وہ اینٹ اٹھا لیتا تھا۔ پھر دوبارہ رکھتا تھا۔ یہ نہیں کہا کہ معمار میں ہوں یا آپ۔ آپ کیا جانیں۔ یہ ہے۔ "ہاں" میں "ہاں" ملانا۔ اور اسی سے طالب کو فائدہ ہوتا ہے۔

میں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ ہم اللہ تعالےٰ کے بندے ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہیں۔ ہمارا امام وہی ہو سکتا ہے جو کتاب و سنت کا متبع ہو۔ اگر ایک شخص صوفی کہلائے۔ لاکھوں مرید پیچھے لگا کر لائے۔ آسمان پر اڑتا ہوا نظر آئے۔ اور قبلہ عالم کہلائے۔ اگر اس کا مسلک کتاب و سنت کے خلاف ہے تو اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا گناہ ہے۔ اس کی بیعت کرنا حرام ہے۔ اور اگر ہو جائے۔ تو توڑنا فرض عین ہے۔ ورنہ وہ خود بھی جہنم میں جائے گا۔ اور تمہیں بھی ساتھ لے جائے گا۔

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اپنے پاک نام کی لذت نصیب فرمائے۔ حلال کمانے اور حرام سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی رضا کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا الٰہ العالمین

ایم عبدالرحمٰن لدھیانوی
شیخوپورہ

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا اُسوہ حسنہ

شاہ است حسین بادشاہ است حسین ٭ دین است حسین دین پناہ است حسین

خاندانِ نبوت کے چشم و چراغ گلشن زہرا رضہ کے سدا بہار پھول علی رضہ کے باغ و بہار کے شگفت و نزہت کے سامان حضرت حسین رضہ عالی مقام جنکے مقام عظمت و جلال کا یہ عالم تھا۔ کہ آپ مدینہ منورہ میں ۵ر شعبان ۴ھ میں پیدا ہوئے۔ صرف چھ ماہ تک والدہ ماجدہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک میں بحالت حمل رہے

آپ کے حسن و جمال کا یہ عالم تھا کہ اندھیری رات میں آپ کے عارض چمکتے دمکتے معلوم ہوتے تھے سینہ سے قدم تک بالکل محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔ سیدہ کے دونوں شہزادے حسن رضہ و حسین رضہ کائنات حسن و جمال کی زیب و زینت تھے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کو ناز و نعم کے ساتھ آغوش رحمت میں کھلاتے، دوش مبارک پر بٹھاتے۔ شب کو ردائے یمانی میں سینہ سے لگا کر لٹاتے۔ حسن رضہ کا سینہ اور حسین رضہ کا گلا چومتے۔ محبت و شفقت کے مختلف انداز سے پیار فرماتے۔ یہ ادائیں جانِ محبت کانِ محبت تھیں۔ فرماتے اے اللہ! میں ان کو محبوب رکھتا ہوں۔ تو بھی محبوب رکھ۔ پیغمبر کی دعا فرمودہ الٰہی ہوتی ہے۔ خالق محبت محبوب کے انداز محبت کو دیکھتا۔ رسول پاک ممبر سے اُتر کر آغوش میں لے لیتے اصحاب امت سے ارشاد فرماتے۔ میں ان کو دوست رکھتا ہوں۔ تم بھی ان کو دوست رکھو۔ صدیق رضہ و فاروق رضہ بلائیں لیتے۔ زلفیں سنوارتے۔ عثمان رضہ و حیدر رضہ انگلیاں پکڑے پکڑے چلتے تمام صحابی جان فدا کرتے۔ جبرئیل ؑ عرض کرتے ہیں کہ حسین رضہ کے ساتھ حضور ؐ کو کس قدر محبت ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ تو حسین رضہ کی قربانی حضور ؐ سے مانگتا ہے۔ اس طرح کہ حضور ؐ کے بعد کربلا کے تپتی ہوئی ریت میں فرات کے کنارے حسین رضہ کو معہ تمام فرزندان و رفقا و اعزہ کے تین دن تک بھوکا پیاسا رکھ کر آپ کے اُمتی مسلمان کہلانے والوں کے ہاتھ سے قتل کرایا جائے۔ جبرئیل یہ کہہ کر ایک شیشی اپنے ہاتھ سے حضور ؐ کو دیتے ہیں جس میں کچھ خاک ہوتی ہے۔ حضور ؐ سونگھتے ہیں تو اس میں حسین رضہ کے خون کی بو معلوم ہوتی ہے۔ جبرئیل ؑ تمام واقعات کربلا حضور ؐ کے سامنے بیان کرتے ہیں۔ حسین رضہ اُسی نانا کے ہاتھوں کے پالے ہوئے نواسہ ہیں۔ جو جبرئیل ؑ کے کلام کو سنتے ہیں۔ یہ اللہ کو معلوم ہے کہ حسین رضہ نے اپنے قتل کی روئیداد سنی یا نہیں۔ حضور ؐ شکستہ خاطر حجرہ سے باہر آ جاتے ہیں۔ ام سلمہ رضہ کو ہدایت فرمائی جا رہی ہے کہ اس شیشی کو احتیاط سے رکھیں۔ عرض کرتی ہیں۔ میرے ماں باپ آپ ؐ پر قربان اس میں کیا ہے۔ سرور کائنات آبدیدہ ہو کر فرماتے ہیں۔ کہ اس میں اس میرے لختِ جگر حسین رضہ کا خون ہے اے ام سلمہ رضہ جس دن یہ مٹی شیشہ میں خون ہو جائے۔ تم سمجھ لینا۔ کہ حسین رضہ کربلا میں شہید کر دیئے گئے غرض حسین رضہ نے سات برس تک نانا کے آغوش محبت میں پرورش پائی۔ خلفائے راشدین کے مقبول و مقصود ہو کر رہے۔ امیر معاویہ نے، لاکھوں درہم و دینار کی نذریں پیش کر کے آپ کی خوشنودی کو دین و دنیا سے مقدم رکھا۔ بوقت وفات یزید کو وصیت کی کہ مجھے معلوم ہے کہ حسین رضہ تیری بیعت نہیں کریں گے عبداللہ بن زبیر رضہ تجھے امیر نہ دیکھ سکیں گے۔ لیکن اے یزید! حسین رضہ رسول خدا کی گود کے پالے ہوئے ہیں۔ ان سے تعارض نہ کرنا۔ عبداللہ ابن عمر رضہ نمازی مسجد نشین ہیں۔ انکو سیاسی مخمصات میں الجھنے کا وقت کہاں؟ ان کی رعایت کرنا۔ غرض امام حسین رضہ ہر دور میں واجب الاحترام ہی سمجھے گئے۔

اُسوہ حسینی کا نقشہ

برادران اسلام دنیا میں بہت سے لوگ مظلوم اور شہید گزرے۔ مگر فرزند رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مظلومیت اور شہادت کی نوعیت بالکل جداگانہ ہے آپ کی ذات جامع الکمالات پر کمالِ شہادت کا خاتمہ ہو گیا۔ تاج شاہی آج ایک کے سر پہ ہوتا ہے تو کل دوسرے کے سر پہ۔ مگر شہادت عظمیٰ کا نورانی تاج سیدالشہدا حضرت امام عالی مقام حسین رضہ کے فرق اقدس پر ہمیشہ کے واسطے رکھ دیا۔ اسی شہادت نے دین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا سکہ تمام عالم میں بٹھا دیا۔ اسی شہادت نے اسلامی صداقت کا نقشہ جما دیا۔ اسی صداقت نے اسلام کی عظمت کا نقارہ چار دانگ عالم میں بجا دیا۔ اسی شہادت نے غیر مسلموں تک کو اسلام کا ہمدرد بنا دیا۔ اسی شہادت نے منکروں سے اسلام کی برتری کا سکّہ جہان سے منوا لیا۔ اسی شہادت نے حق کا نور دنیا میں پھیلا دیا۔ اسی شہادت نے باطل کا چراغ ہمیشہ کے واسطے گل کر دیا۔ اسی شہادت نے دنیا کو دین کا سبق پڑھا دیا۔ اسی شہادت نے حق و باطل کے درمیان ایک ایسی حدِّ فاصل اور سدِ فارق قائم کر دی جو کسی یاجوج صفت کے گرائے سے گر نہیں سکتی اور کسی ماجوج منش کے ہلائے سے ہل نہیں سکتی۔ اسی شہادت نے اسلام کے قالب میں ایک نئی روح پھونک دی ؎

عیسیٔ آلِ محمد ؐ کی کرہی کے نثار
دین احمد کو جلا دے گئے بے جاں ہو کر

پس اے برادرانِ ملت! ایسی شہادت عظمیٰ کی یادگار باقاعدہ طور پر ہمیشہ قائم رکھنے کا بہترین طریق یہ ہے کہ اسوۂ حسینی کی سچی تصویر جو جھوٹ اور بناوٹ کی رنگ آمیزی سے بالکل پاک صاف ہو جہان کے سامنے پیش کی جایا کرے اور حضرت امامؑ عالی مقام کی اس شہادت کے بالکل سچے حالات لوگوں کے سامنے بیان کیے جایا کریں۔ کیونکہ یہی وہ

باقی صفحہ ۱۸ پر

ابو عبدالرحمٰن لدھیانوی
شیخوپورہ

سود کی حرمت و ممانعت

گزشتہ سے پیوستہ

(۳) حضرت عبداللہ ابن حنظلہ رض کہتے ہیں کہ جو شخص جان بوجھ کر سود کا روپیہ کھاتا ہے۔ وہ چھتیس مرتبہ زنا کے برابر ہے۔

(۴) حضرت ابن مسعود رض کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر سود سے روپیہ بڑھتا بھی ہو لیکن اس کے انجام میں کمی ہی ہوتی ہے۔

(۵) حضرت ابوہریرہ رض کہتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے معراج کی شب کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ان کے پیٹ بہت بڑے بڑے تھے۔ ان میں سانپ بھرے ہوئے تھے جو باہر سے صاف نظر آتے تھے۔ میں نے حضرت جبرئیل سے کہا۔ یہ کون لوگ ہیں۔ انہوں نے جواب دیا یہ سود خوار لوگ ہیں۔

(۶) حضرت عمر بن الخطاب رض سے روایت ہے کہ سب سے آخری آیت ربٰو کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرما گئے اور آپ نے اس کی کچھ تفسیر نہ فرمائی اس وجہ سے سود سے اور مشتبہ چیزوں سے پرہیز رکھو۔

(۷) حضرت اسامہ بن زید رض کہتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میعادی بیع میں سود ہوا کرتا ہے اور دست بدست میں (بشرط مساوات) کوئی مضائقہ نہیں۔

(۸) حضرت ابوہریرہ رض کہتے ہیں۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک زمانہ لوگوں پر ایسا آنے والا ہے کہ اس وقت کوئی شخص بلا سود کھائے نہ رہے گا۔ اور اگر کھائے گا نہیں تو کم از کم اس کا دھواں تو ضرور پہنچے گا۔

(۹) حضرت معمر ابن عبداللہ رض کہتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غلہ غلہ کے عوض مساوی وزن پر فروخت کرنا چاہیئے۔

(۱۰) حضرت ابوسعید رض کہتے ہیں کہ حضرت بلال رض نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عمدہ کھجوریں پیش کیں نبی علیہ السلام نے فرمایا یہ کہاں سے آئیں؟ انہوں نے عرض کیا میں نے دو صاع دے کر ان کا ایک صاع خریدا تھا۔ آپ نے فرمایا یہی حقیقی سود ہے یہی حقیقی سود ہے۔ آئندہ ایسا نہ کرنا بلکہ اپنی کھجوریں داموں سے فروخت کرکے ان کے عوض میں یہ کھجوریں خرید لینا۔ (مشکوٰۃ باب الربوٰ)

جن چیزوں میں ربٰو جاری ہوتا ہے۔ اگر قرض کے طور پر لی دی جائیں تو جائز ہے۔ جیسے کوئی کسی سے روپیہ ادھار لے۔ اور مہلت کے ساتھ ادا کرے تو جائز ہے۔ کیونکہ یہ بیع نہیں بلکہ احسان ہے۔

زیور بنوانے میں اکثر لوگ ربٰو میں گرفتار ہو جاتے ہیں (چاندی کے بدلے چاندی اور سونے کے بدلے سونا کم و بیش دیتے لیتے ہیں) ضرور بچیں چاہیئے کہ چاندی کے زیور کے بدلے پیسے یا اشرفی وغیرہ دست بدست دیں۔ اور لیں اور سونے کے زیور کے عوض میں روپے یا پیسے دست بدست دیں۔ چاندی سونا خریدیں تو بھی ایسا ہی کریں اور اس میں جو لوگ حیلے نکالتے ہیں۔ سب خام ہیں۔ ہنڈی۔ تمسک اور ڈگری وغیرہ کی بیع بھی ناجائز ہے۔ البتہ ہنڈی میں ساہوکار کو وکیل کر دینا کہ کہیں یہ بھجوانی ہو تو بھیج دے اور اس کا محنتانہ اس کو دے دینا جائز ہے۔ بعض لوگ روپے جو چاندی میں ناقص ہوتے ہیں لوگ کمی بیشی پر بدل لیتے ہیں۔ اس سے پرہیز کریں۔ اسی طرح چاہیئے کہ پرانے برتنوں کو علیحدہ فروخت کریں۔ اور نئے برتنوں کو علیحدہ نرخ سے خریدیں۔

لاٹری ڈالنی سود میں داخل ہے۔

بعض لوگ سود کھانے کا حیلہ کرتے ہیں کہ اپنی چیز کو کسی قیمت کے ساتھ ادھار فروخت کر دیتے ہیں۔ جب ادھار کی میعاد ختم ہو جاتی ہے۔ تو اس چیز کو مشتری سے ارزاں خرید لیتے ہیں یہ بیع منع ہے۔ اس کو عربی میں بیع عینہ کہتے ہیں۔

گروی رکھنے کا بیان

اگر کسی شخص نے اپنی کوئی چیز تمہارے پاس گروی رکھی تو اب اس چیز کو کام میں لانا۔ اس سے کسی طرح کا نفع اٹھانا۔ ایسے باغ کا پھل کھانا۔ ایسی زمین کا غلہ کھانا۔ ایسے مکان میں رہنا بالکل ناجائز ہے۔ یہ سود میں شمار ہوتا ہے۔

اسی طرح اگر بکری گائے وغیرہ گروی ہو تو اس کا دودھ اور بچہ وغیرہ جو کچھ ہو وہ بھی مالک ہی کے ہیں۔ گروی رکھنے والے کو لینا درست نہیں ہے۔ دودھ کو بیچ کر گروی میں شامل کر دے۔ جب وہ تمہارا قرضہ ادا کرے تو گروی چیز اور دودھ کے دام سب واپس کر دے اور چارہ وغیرہ کے دام کاٹ لے۔

مضاربت کا مطلب یہ ہے کہ تم نے تجارت کے لئے کسی کو روپے دیئے اس شرط پر کہ جو کچھ نفع ہوگا بانٹ لیں گے۔ یہ جائز ہے۔ لیکن اس کی کئی شرطیں ہیں۔ اگر ان شرطوں کے موافق ہو تو صحیح ہے۔ ورنہ ناجائز اور فاسد۔

(۱) جتنا روپیہ دینا ہے دے دو۔ اپنے پاس نہ رکھو۔ (۲) نفع بانٹنے کی صورت طے کر لو۔ نفع کی تقسیم حصوں کے اعتبار سے کرنی چاہیئے۔

مقام عبرت

ایک مولوی صاحب صحیح بخاری کا درس دے رہے تھے۔ حدیث شریف میں لکھا ہوا تھا کہ سود لینے والے سود دینے والے، سود کے لکھنے والے اور اس پر گواہی دینے والے سب پر لعنت ہے اتفاق سے عین اسی وقت ایک ہٹا کٹا ساہوکار جس کا کام ہی سود کے لین دین پر چلتا تھا۔ اور ہزار ہا روپے کا مالک تھا مسجد کے سامنے سے گزر رہا تھا۔ سود کے متعلق مذکورہ سن کر مسجد کے دروازہ پر کھڑا ہو گیا۔ مذکورہ بالا حدیث سن کر وہ چونکا۔ مولانا سے کہنے لگا۔ کہ کیا سود دینا بھی حرام ہے۔ فرمایا ہاں! کہنے لگا اگر آپ کی لڑکی کا بیاہ ہو اور آپ کے پاس روپیہ نہ ہو تو کیا کریں گے؟ حضرت مولانا

نے فرمایا کہ میں کبھی سودی روپیہ نہ
لوں گا۔ بلکہ نہایت سادگی سے مسجد میں
لڑکی کا نکاح پڑھ دوں گا۔ اسلام میں
نکاح پر تو ایک پیسہ بھی خرچ نہیں ہوتا
جہیز حسب استطاعت ہوتا ہے۔ روپیہ
نہیں تو جہیز بھی نہیں۔ اس پر وہ
ساہوکار بولا کہ شادی تو نجیریوں گذر
گئی۔ اگر آپ کے ہاں موت ہو جائے
تو کیا کروگے؟ فرمایا نہلا دھلا کر نماز
جنازہ پڑھ کر گڑھا کھود کر دفن کردینگے
کفن کیلئے پیسہ نہ ہوگا تو جن کپڑوں میں مُردہ ہے
انہی میں دفن کردینگے۔ اسپر وہ ساہوکار بولا کہ
کھانے کو گھر میں نہ ہوگا تب کیا کروگے؟ فرمایا
جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاؤں گا اور پھر گٹھا رکھ کر بیچوں گا
اور اپنے بچوں کا پیٹ پالوں گا۔ مگر سودی قرضہ
نہ لوں گا۔ اس پر لالہ جی بہت متاثر
ہوئے۔ کہنے لگے مولوی صاحب آپ
کو جب بھی روپیہ کی ضرورت ہو تو آپ
مجھ سے لے لیں۔ میں آپ سے کبھی
سود نہیں لوں گا۔ لیکن حضرت مولانا
نے کبھی اس سے قرض نہیں لیا۔

برادران ملت۔ اگر آپ غور کریں تو
معلوم ہوگا کہ مسلمانوں کی بربادی کی
جڑیں بیاہ، شادی، مرگ و ماتم، مقدمہ
بازی اور مقروضیت میں پھیلی ہوئی ہیں۔
مکان بیچے جاتے ہیں۔ جاگیریں گروی
رکھی جاتی ہیں۔ قرض لیا جاتا ہے۔
ایک رنگ کا دور شروع ہوتا ہے۔ بیچاری
کا۔ مقدمہ بازی کا اور سیاہ مستی کا سلسلہ
اس وقت تک جاری رہتا ہے۔ جبتک
کہ پوری کی پوری جائیداد۔ مکان اور
حویلیاں تباہ و برباد نہ ہو جائیں۔

حساب لگایا گیا ہے کہ صرف شب برات
اور محرم میں مسلمانوں کا کئی کروڑ روپیہ
ضائع چلا جاتا ہے۔ اگر اسی روپیے کو مسلمان
ٹھیک طور پر خرچ کریں تو ہزاروں نئے
مدرسے اور سکول کھل جائیں۔ سینکڑوں
کالج قائم ہو جائیں۔ سینکڑوں لٹتے یتیم خانے
سنبھل جائیں۔ ضرورت ہے کہ حکومت
ان بیکار رسومات کا قلع قمع کرے۔

ازالہ غلط فہمی

بھائیو! بہت سے لوگ ایک گمراہی
میں پڑے ہوئے ہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہیں۔
کہ جس طرح دوسری قومیں سود سے ترقی
کر رہی ہیں۔ مسلمان بھی سود سے ترقی
کرینگے۔ خوب سمجھ لیجئے یہ ایک بڑی گمراہی
اور غلطی ہے۔ دنیا کی ترقی سود سے
نہیں بلکہ تجارت سے ہو رہی ہے۔
اور تجارت سے جو نفع حاصل ہوتا ہے
اس میں ایک نہایت معمولی حصّہ سود
میں دیا جا رہا ہے۔ مثلاً آپ نے ایک
سو روپیہ ڈاک خانہ میں جمع کرایا ہے
اور سال میں آپ کو ڈیڑھ دو روپیہ
سود ملا۔ یقین کیجئے کہ آپ کے اس
روپے سے سال میں صرف چند آنے
بڑھے۔ اگر آپ اس سو روپے کو تجارت
میں لگا دیتے اور اس میں سے کچھ خرچ
نہ کرتے تو سال میں انشاء اللہ بیس
پچیس روپے سے کم نفع کسی صورت میں
نہ ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ خدا نے سود حرام
کیا ہے اور تجارت کو جائز ٹھہرایا ہے۔
(اسلامی طریق پر بلا سود بنکوں کا اجرا)
ڈاکخانہ۔ کواپریٹو کریڈٹ سوسائیٹوں۔
بیمہ کمپنیوں اور تمام عام بنکوں سے سود
لینا دینا حرام ہے۔ ہاں موجودہ بینکنگ
سسٹم کو توڑ کر نئے سرے سے قوانین
مرتب کریں۔ اب آپ اگر ذرا تامل سے کام
لیں تو خود اس نتیجہ پر پہنچیں گے۔ کہ
اپنے نظام معاشی کو سود کی آلائش سے
پاک کرنے کے لئے اگر کوئی عملی پروگرام
اختیار کیا جا سکتا ہے تو وہ حسب ذیل
تدریج پر ہی کام کر سکتا ہے۔

(۱) سب سے پہلے شخصی سود خواری کو
قطعی طور پر ممنوع ٹھہرایا جائے۔

(۲) اس کے بعد ایک نیا بینکنگ سسٹم
اصول مضاربت یا اصول امداد باہمی پر
قائم کیا جائے۔

(۳) پھر موجودہ بنکوں کے سرمائے کو
نئے نقشے کے بنکوں کی طرف منتقل کیا جائے

(۴) مذکورہ بالا بین الملکی انقلاب کی
تکمیل کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی فضا
کو متاثر کرنے کے لئے اپنے بینکنگ
سسٹم کی حکمت کو پورے زور استدلال
کے ساتھ مدون کرکے پیش کیا جائے۔

(۵) اسی دوران میں ان پر تجارتی دباؤ
ڈالا جائے کہ وہ اپنے ہاں یا تو غیر سودی
بنک قائم کریں۔ یا ہمارے بنکوں کی
شاخیں کھولنے کی سہولتیں بہم پہنچائیں۔
اور ہماری اس شرط کو منظور کریں کہ
دو طرفہ تجارت درآمد اور برآمد غیر سودی
بنکوں کی معرفت ہوگی۔

اقوال امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

---

(۱) جب مسجد سے اذان کی آواز
آئے فوراً نماز کے لئے تیار ہو جاؤ۔

(۲) روزہ اور تلاوت قرآن کی
عادت ڈالو۔

(۳) جو کام کرو اطمینان اور وقار
کے ساتھ کرو۔

(۴) لہو و لعب سے پرہیز کرو۔

(۵) تقوے اور امانت کو فراموش
مت کرو۔

(۶) کبھی کبھی قبرستان کی طرف بھی
نکل جایا کرو۔

(۷) پڑوسی کی کوئی برائی دیکھو۔ تو
پردہ پوشی کرو۔

(۸) اگر کوئی شخص شریعت میں کسی
بدعت کا موجد ہو تو اس کی غلطی کا علانیہ
اظہار کرو۔ تاکہ عوام کو اس کی تقلید کی
جرأت نہ ہو سکے۔

(۹) تحصیل علم کو سب پر مقدم رکھو۔
شاگردوں کے ساتھ ایسا برتاؤ کرو۔ کہ
دیکھنے والے ان کو تمہاری اولاد خیال کریں۔

(۱۰) اگر علماء خدا کے دوست نہیں۔
تو عالم میں خدا کا کوئی دوست نہیں۔

(۱۱) جو بات کہو خوب سوچ کر کہو اور
وہی بات کہو۔ جس کا تم کافی ثبوت دے
سکو۔

(۱۲) جس خدمت کے انجام دینے کی
قابلیت نہ ہو۔ اسے ہرگز قبول نہ کرو۔

(۱۳) جو شخص علم کو دنیا کے لئے
سیکھتا ہے علم اس کے دل میں نہیں ٹھہرتا۔

(۱۴) جو شخص علم کا مذاق نہیں رکھتا
اس کے سامنے علمی گفتگو مت کرو۔

(۱۵) جو آدمی کوئی بات پوچھے تو
صرف سوال کا جواب دو۔ اپنی طرف سے
اضافہ مت کرو۔

(۱۶) جس شخص کو علم نے بھی برائیوں
سے نہیں روکا اس سے زیادہ زیاں کار
کوئی نہیں۔

(۱۷) بخل کرنے والا اپنا ہی نقصان
کرتا ہے۔

(۱۸) غصہ حرام ہے اس کا پینا حلال ہے

احقر الانام۔ عبدالخالق انصاری ہوشیارپوری
معرفت پنجاب گولڈسمتھ کمپنی بازار فتح خان
بہاولپور۔

محمد شفیع عمر الدین ٹھٹھہ

خسارہ مند کون ہیں؟

قسط اوّل

انسان کو اس جہان میں صرف ایک ہی بار آنا نصیب ہوتا ہے۔ اس لئے اسے چاہیئے کہ ان افعال سے بچتا رہے جو دینی لحاظ سے خسارہ مند ہیں۔

۱۔ آیاتِ الٰہی کا انکار

وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝ (الزمر آیت ۶۳)

ترجمہ۔ جو اللہ کی آیتوں کے منکر ہوئے وہی نقصان اُٹھانے والے ہیں۔

حاصل یہ نکلا کہ جو اپنے پیدا کرنے والے کے احکام کا انکار کرے اس کا باغی بن جائے۔ وہ گھاٹے میں رہیگا اب اس نقصان سے بچنے کی صورت یہ ہے۔

وَأَنِيبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا لَهُ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ ۝ (الزمر آیت ۵۴)

ترجمہ۔ اور اپنے رب کی طرف رجوع کرو۔ اور اس کا حکم مانو۔ اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آئے۔ پھر تمہیں مدد نہ مل سکے۔

حاصل یہ نکلا تعلق باللہ فوراً درست کر لو اور احکام الٰہی۔ احکام رسول کی تابعداری کو اپنا نصب العین بنا لو۔

۲۔ شرک

لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ الزمر آیت ۶۵ — ترجمہ۔ اگر تم نے شرک کیا تو ضرور تمہارے عمل برباد ہو جائینگے۔

حاصل یہ نکلا کہ شرک کرنے سے عمل برباد ہو جاتے ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ شرک سے دور رہیں۔ ہمارا معبود صرف ایک اللہ تعالےٰ ہے۔ نہایت خوش دلی اور خلوص کے ساتھ ہمیں اسکی عبادت کرتے رہنا چاہیئے۔ کیونکہ شرک سب کیا کرایا برباد کر دیتا ہے۔

اللہ تعالےٰ ہمیں شرک سے روکتا ہے۔ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُومًا مَّخْذُولًا ۝ (بنی اسرائیل آیت ۲۲) ترجمہ۔ اللہ کے ساتھ کوئی معبود نہ بنا۔ ورنہ تو ذلیل بیکس ہو کر بیٹھے گا۔

۳۔ دین میں اخلاص

قُلِ اللَّهَ أَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهُ دِينِي ۝ فَاعْبُدُوا مَا شِئْتُم مِّن دُونِهِ ۗ قُلْ إِنَّ الْخَاسِرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ أَلَا ذَٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ ۝ (الزمر آیت ۱۵)

ترجمہ۔ کہہ دو۔ میں خالص اللہ ہی کی اطاعت کرتے ہوئے اسکی عبادت کرتا ہوں۔ پھر تم اس کے سوا جس کی چاہو۔ عبادت کرو۔ کہہ دو خسارہ والے وہ ہیں۔ جنہوں نے اپنی جان اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے روز خسارہ میں ڈال دیا۔ یاد رکھو یہ صریح خسارہ ہے۔

حاصل یہ نکلا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم خالص اللہ کی اطاعت کرتے۔ اللہ ہی کی عبادت کرتے۔

آپ تہجد کی نماز میں اتنا طویل قیام فرماتے کہ پاؤں مبارک سوج جاتے۔

حدیث۔ حضرت مغیرہؓ فرماتے ہیں۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اس قدر کھڑے رہتے تھے کہ آپؐ کے پاؤں سوج جاتے تھے۔ جب اس کے متعلق آپؐ سے عرض کیا جاتا تو فرماتے۔ کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکرگزار بندہ نہ بنوں (بخاری کتاب التہجد)

نماز کا اس قدر اہتمام فرماتے کہ اگر گھر میں تشریف فرما ہوتے تو گھر کا کام چھوڑ کر نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔

حدیث۔ حضرت اسودؓ کہتے ہیں۔ کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا حضورؐ گھر میں کس مشغلہ میں رہتے تھے؟ آپ نے فرمایا گھر والوں کے کام میں لگے رہتے تھے اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو نماز کے لئے تشریف لے جاتے تھے (بخاری کتاب الاذان)

حضرت عمرؓ نے جو باتیں اپنے عاملوں (OFFICIALS) کے لئے تحریر فرمائی تھیں ان میں نماز کی تاکید یوں فرمائی۔

إِنَّ أَهَمَّ أُمُورِكُمْ عِنْدِي الصَّلَاةُ فَمَنْ حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا حَفِظَ دِينَهُ وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا أَضْيَعُ (مؤطا امام مالکؒ)

ترجمہ۔ تمہارے سب کاموں میں نماز بہت ضرور اور اہم ہے۔ جس نے نماز کے مسائل اور احکام یاد کئے اور وقت پر پڑھی۔ اس نے اپنا دین محفوظ رکھا اور جس نے نماز کو تلف کیا تو اور کام بھی زیادہ تلف کرے گا۔

حاصل کلام آپؓ نے جملہ فرائض (DUTIES) میں سے نماز کو اوّل نمبر پر رکھا کیونکہ جو شخص حقوق اللہ بجا لائے گا۔ وہ حقوق العباد بجا لانے میں کوتاہی نہ کریگا۔ جو حقوق اللہ کی بجا آوری میں سست پڑ گیا۔ وہ حقوق العباد کی بھی چنداں پرواہ نہ کریگا۔

ہمیں اسوۂ حسنہ پر عمل کرتے ہوئے اطاعت الٰہی اور عبادت الٰہی میں لگے رہنا چاہیئے۔ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ (یونس آیت ۳) ترجمہ۔ یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے۔ سو اسی کی عبادت کرو۔

اپنی اور اپنے اہل وعیال کی خیرخواہی اس میں ہے کہ ہم خود دیندار بنیں اپنی اولاد کو دیندار بنائیں۔ تاکہ دوزخ کی آگ سے بچاؤ ہو جائے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا ۝ (التحریم آیت ۶) —

ترجمہ۔ "اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ"۔

خود نماز پڑھو۔ انہیں نمازی بناؤ

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا

ترجمہ۔ اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کرو اور خود بھی اس پر قائم رہو۔

اللہ تعالےٰ کے نازل کردہ قانون (کلام پاک) کا اتباع کرو۔

اتَّبِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ (الاعراف آیت ۳) — ترجمہ۔ "جو چیز تمہارے رب کی طرف سے تم پر اُتری ہے اس کا اتباع کرو اور اللہ کو چھوڑ کر دوسرے دوستوں کی تابعداری نہ کرو"۔

پھر تم اس کے سوا جس کی چاہو عبادت کرو۔ یہ الفاظ بطور زجر و توبیخ کے فرمائے۔ اب جو تعلق باللہ خراب کریگا

اور خود کو اپنی اولاد کو غلط لائن پر ڈالیگا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا۔

۴۔ تکذیب احکام الٰہی

وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ فَتَكُونَ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝

(یونس آیت ۹۵) ترجمہ۔ "اور ان میں سے بھی نہ ہو۔ جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا، پھر تو نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

قرآن مجید میں سابقہ امتوں کے حالات مذکور ہیں۔ جن میں ہمارے لئے بڑا سبق ہے۔ حضرات انبیاء علیہم السلام کا اتباع کرنے والے کامیاب ہوئے۔ ان کی تعلیم کو جھٹلانے والے برباد ہوئے۔

مثال کے طور پر حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ پر غور فرمایئے۔ کفار نے آپ کی تعلیم کو جھٹلایا اپنی دُنیاوی طاقت کے نشے میں آپ کو بھڑکتی ہوئی آگ کے نذر کر دیا۔ مگر اللہ تعالےٰ نے آگ کو گلزار کی مانند ٹھنڈا بنا دیا اور مخالف برباد ہوئے۔

وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ ۝ (الانبیاء آیت ۷۰)

ترجمہ۔ "اور چاہنے لگے اس کا بُرا پھر انہیں کو ہم نے ڈالا نقصان میں"۔

الحاصل۔ احکام الٰہی کی تکذیب کرنے سے بچنا چاہیئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ گزشتہ اقوام کی مانند ہم بھی عذاب الٰہی میں گرفتار نہ ہو جائیں۔

۵۔ اچانک گرفت

أَفَأَمِنُوا مَكْرَ اللَّهِ فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ ۝

(الاعراف آیت ۹۹) ترجمہ۔ "کیا وہ اللہ کی اچانک پکڑ سے بے فکر ہو گئے ہیں سو اللہ کی اچانک پکڑ سے بے فکر نہیں ہوتے۔ مگر نقصان اُٹھانیوالے"۔

بقول حضرت مولینا عثمانیؒ۔ "دنیوی خوشحالی اور عیش کے بعد جو خدا کی ناگہانی پکڑ ہے اس کو مکر اللہ (خدا کا داؤ) فرمایا۔ عیش و تنعم میں پڑ کر وہی لوگ خدا کی ناگہانی گرفت سے بے فکر ہوتے ہیں۔ جن کی شامتِ اعمال نے انہیں دھکا دے دیا ہو"۔

مومن کی شان یہ ہے کہ وُہ کسی حال میں خدا کو نہ بھُولے۔

ظفرؔ اس کو آدمی نہ جانئے گا
گو ہو کیسا ہی صاحب فہم و ذکا
جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی
جسے طیش میں خوفِ خدا نہ رہا

۶۔ انجام سے غافل

قَدْ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝ (الاعراف آیت ۵۳)

ترجمہ۔ "بے شک انہوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈال دیا۔ جو باتیں بناتے تھے سب گم ہو گئیں"۔

قیامت کے دن ایسے غافلوں کی بُری حالت ہوگی۔ عذاب سے چھٹکارے کی کوئی صورت نظر نہ آئے گی۔ کسی سفارشی کی تلاش ہوگی۔ وہ نہ ملے گا۔ دوبارہ دنیا میں لوٹنے کی تمنّا کریں گے۔ مگر یہ بھی ممکن نہیں صرف پچھتاوا ہی پچھتاوا ہوگا مگر ع

اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چُگ گئیں کھیت

۷۔ بڑا عذاب

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَهُمْ سُوءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ ۝

(النمل آیت ۵) ترجمہ۔ "وہی ہیں جنہیں بڑا عذاب ہوتا ہے اور وہ آخرت میں بڑے خسارہ میں ہوں گے"۔

حاصل یہ نکلا کہ جو آخرت کو نہیں مانتے۔ وہ خسارے میں رہیں گے۔ بقول حضرت ابن کثیرؒ "انہیں دنیا اور آخرت میں بدترین سزائیں ملیں گی۔ قیامت کے دن تمام اہل محشر میں سب سے زیادہ خسارے میں یہی رہیں گے"۔

۸۔ افترا پردازی

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝ لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ ۝ (هود آیت ۲۱-۲۲)

ترجمہ۔ "انہوں نے اپنے آپ کو خسارہ میں ڈال دیا اور ان سے ضائع ہو گیا۔ جو جھوٹ وہ باندھتے تھے، بے شک یہی لوگ آخرت میں سب سے زیادہ نقصان میں ہونگے"۔

وہ بدبخت جو قرآن مجید کے احکام کے مطابق اپنی زندگی بسر نہ کرتے تھے۔ اور جھوٹے بہانے تراشتے تھے۔ خود ساختہ اور جھوٹی باتیں اللہ کی طرف منسوب کرتے تھے۔ ظالم تھے۔ لوگوں کو دین برحق کی طرف بلانے کی بجائے انہیں اس سے روکتے تھے۔ دین کے احکام میں کجی پیدا کرتے تھے اور آخرت سے نڈر ہو کر اس کا انکار کرتے تھے۔ قیامت کے دن سب سے زیادہ زیاں کار ہوں گے۔

۹۔ دنیا کے لئے تگ و دو

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝ (الکہف آیت ۱۰۳-۱۰۴)

ترجمہ۔ کہدو۔ کیا ہم تمہیں بتاؤں جو اعمال کے لحاظ سے بالکل خسارے میں ہیں۔ وہ جن کی ساری کوشش دُنیا کی زندگی میں کھوئی گئی اور وہ خیال کرتے ہیں کہ بیشک وہ اچھے کام کر رہے ہیں۔

بقول حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ "یعنی جو دوڑ کی۔ سو واسطے دنیا کے اور آخرت ویران رکھی۔

اس حقیقت کو فراموش کر بیٹھے۔ کہ اَلدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْآخِرَةِ) دُنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ اچھے اور بُرے اعمال کا ثمرہ آگے ملے گا۔

حدیث: ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ جب آدمی مرتا ہے تو فرشتے پوچھتے ہیں (اس نے) آخرت کے لئے کیا بھیجا ہے اور آدمی یہ کہتے ہیں کہ (اس نے) کیا چھوڑا۔ (مشکوٰۃ)

۱۰۔ دنیاوی مال و متاع

كَالَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ كَانُوا أَشَدَّ مِنكُمْ قُوَّةً وَأَكْثَرَ أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا فَاسْتَمْتَعُوا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُم بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِينَ مِن قَبْلِكُم بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِي خَاضُوا ۚ أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝ (التوبہ آیت ۶۹)

(ترجمہ از حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ)

جس طرح تم سے پہلے لوگ تم سے طاقت میں زیادہ تھے۔ اور مال و اولاد میں بھی زیادہ تھے۔ پھر وہ اپنے حصہ سے فائدہ اُٹھا گئے اور تم نے اپنے حصہ سے فائدہ اُٹھایا۔ جیسے تم سے پہلے لوگ اپنے حصہ سے فائدہ اٹھا گئے اور تم بھی انہیں کی سی چال چلتے ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے اور وہی

نقصان اٹھانے والے ہیں۔
حاصل یہ نکلا ہم سے پہلے جو لوگ گزر چکے ہیں
(۱) وہ ہم سے زیادہ طاقت کے مالک تھے
(۲) مال اور اولاد بھی زیادہ رکھتے تھے۔
اس کے باوجود انہوں نے ان انعامات الٰہی کا صحیح استعمال نہ کیا۔ دین سے دور ہی رہے۔ فضول اور باطل زعم میں غلطاں رہے اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ انکے اعمال نہ ہی اس جہان میں بار آور ہوئے نہ ہی آخرت کا توشہ بن سکے۔

اب اگر ہم بھی ان کے نقش قدم پر چلیں تو نتیجہ حضرت مولانا عثمانی مرحوم کی زبانی سنئے
"یعنی تم بھی ان کے آخری انجام کے تصور سے غافل ہو کر دنیا کی متاع فانی سے جتنا مقدر ہے حصہ پا رہے ہو اور ساری چال ڈھال انہیں کی سی رکھتے ہو۔ تو سمجھ لو جو حشر اُن کا ہوا وہی تمہارا ہو سکتا ہے۔
عقلمند کیلئے صراط مستقیم پر گامزن ہونے کے لئے یہ تنبیہ کافی ہے۔

۱۱۔ حشر کا دن

وَ یَوْمَ یَحْشُرُھُمْ کَاَنْ لَّمْ یَلْبَثُوْآ اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّھَارِ یَتَعَارَفُوْنَ بَیْنَھُمْ ط قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ اللّٰهِ وَ مَا کَانُوْا مُھْتَدِیْنَ ٥ (یونس آیت ۴۵)

ترجمہ۔ اور جس دن انہیں جمع کریگا گویا وہ نہیں رہے تھے۔ مگر ایک گھڑی دن کی۔ ایک دوسرے کو پہچانیں گے بے شک خسارے میں رہے۔ جنہوں نے اللہ کی ملاقات کو جھٹلایا اور راہ پانے والے نہ ہوئے۔

یعنی قیامت کے دن کی سختی اور ہولناکی کے پیش نظر دنیوی زندگی یا مرنے کے بعد قبر میں ٹھہرنے کا عرصہ دن کی ایک گھڑی جتنا محسوس کرینگے رشتہ دار ایک دوسرے کو پہچانیں گے مگر ہر ایک کو اپنے چھٹکارے کی فکر ہوگی۔ وہ لوگ جو اس بات سے غافل رہے کہ ایک دن اللہ تعالیٰ کے روبرو حاضر ہونا ہے۔ اپنی زندگی دین اسلام کے مطابق بسر نہ کی وہ خسارے میں رہیں گے۔

(باقی دارد)

از ابن عبد العزیز یار محمد نیازی
شیخوکا شر فریدی عربک ٹیچر ٹوگری (سندھ)

صحابہ کرام (علیہم الرضوان) کا علمی ولولہ اور اس کا انہماک

سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو "خدام الدین" مورخہ ۲۶ر جون ۱۹۵۹ء

قسط سوم

حفظ احادیث ابی ھریرہ

آپ نہایت مشہور اور جلیل القدر صحابیؓ ہیں اور اتنی کثرت سے آپ سے احادیث منقول ہیں کہ اتنی کسی دیگر صحابیؓ سے منقول نہیں۔ اس پر لوگوں کو تعجب ہوتا تھا کہ ۷ھ میں یہ مسلمان ہو کر تشریف لائے اور ۱۱ھ میں سرور کونین شاہ عرب و عجم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔ اتنی قلیل مدت میں (جو تخمیناً چار برس بنتی ہے) اتنی کثیر التعداد احادیث انہیں کیسے حفظ ہوئیں! ۔ خود حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس کی وجہ بیان فرماتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں "ابوہریرہؓ بہت روائتیں نقل کرتے ہیں"

سو! میرے مہاجر بھائی تجار (تجارت پیشہ مرچنٹس) تھے انہیں بازار میں آنا جانا پڑتا تھا اور میرے انصاری بھائی کھیتی باڑی کا کام کرتے تھے۔ زراعت کی مشغولی ان کو در پیش رہتی تھی۔ اور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایسے اوقات میں موجود ہوتا تھا جس میں وہ یعنی مہاجرین و انصار نہیں ہوتے تھے اور ایسی چیزیں یاد کر لیتا تھا۔ جن کو وہ یاد نہیں کر سکتے تھے۔ حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرتؐ کی خدمت میں حافظہ کی شکایت کی آنحضورؐ نے فرمایا چادر بچھا۔ میں نے چادر زمین پہ بچھائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھوں سے اس میں کچھ اشارہ فرمایا۔ ازاں بعد ارشاد فرمایا کہ اس چادر کو اپنے سینے سے لگا لے۔ میں نے وہ چادر اپنے سینے سے لگائی۔ اس کے بعد سے کبھی کوئی چیز نہیں بھولا ہوں۔

حضرت ابوہریرہؓ اصحاب صفہ میں سے تھے جو حضور سردار دو جہان فخر زمان صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں رہنے والے تھے ان حضرات کے اخراجات کا کوئی خاص اہتمام و انتظام نہ تھا۔ گویا یہ لوگ حضور اکرمؐ کے مہمان تھے جو کچھ کہیں سے۔ ہدیہ یا صدقہ کے طور پہ آتا۔ اس پر ان کا زیادہ تر گزر ہوتا تھا۔ حضرت ابوہریرہؓ پر گو اکثر فاقوں کی وجہ سے جنون کی سی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ لیکن بایں ہمہ احادیث کا کثرت سے حفظ کرنا ان کا مشغلہ تھا۔ جسکی بدولت آج سب سے زیادہ احادیث انہی کی بتائی جاتی ہیں۔ علامہ ابن الجوزیؒ لکھتے ہیں کہ ان سے پانچ ہزار تین سو چوہتر 5374 احادیث مروی ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت ابوہریرہؓ نے جنازے کے متعلق ایک حدیث بیان فرمائی۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ جو شخص نماز جنازہ پڑھ کر واپس آئے تو اس کو ایک قیراط کا ثواب ملتا ہے اور جو دفن تک شریک رہے۔ اس کو دو قیراط کا ثواب ملتا ہے۔ یاد رہے کہ فرمان نبویؐ کے مطابق قیراط کی مقدار جبل احد سے بھی زیادہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس حدیث میں چنداں متردد ہوئے اور فرمایا ابوہریرہؓ! سوچ کر کہو؟ اس پر حضرت کو غصہ آ گیا اور طیش میں اٹھ کھڑے سیدھے حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف لے گئے اور کہا میں قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ یہ قیراط والی حدیث آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟ فرمایا۔ "ہاں! سنی ہے"۔ پھر حضرت ابوہریرہؓ فرمانے لگے کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ تو باغبانی کرنی ہوتی تھی اور نہ ہی بازار میں بیع و شرا کرنی ہوتی تھی۔ بلکہ ہر وقت میں نبی اکرمؐ کے دربار میں پڑا رہتا تھا اور صرف یہ کام تھا کہ کوئی حدیث یاد کرنے کو مل جائے۔ اس وقت حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا۔ "بیشک آپ ہم لوگوں سے حدیث کو زیادہ جاننے والے ہیں"۔ اس کے ساتھ ہی حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں بارہ ہزار مرتبہ روزانہ استغفار

باقی بر صفحہ ۱۹

شہادت ہے جو ہم کو صبر و شکر، استقلال و استقامت، ہمت و دلاوری، شجاعت و بہادری، عزم بالجزم و ثابت قدمی، اتفاق و اتحاد، اخلاص و محبت، ہمدردی و الفت، علو ہمتی و رقیق القلبی و رحمدلی، راسخ الاعتقادی و حق شناسی، رضا بقضائے الٰہی و پابندی فرائض، و فتح دلیری، و وفاداری، راستبازی و صداقت جوش مذہبی و غیرت دینی اور حمیت اسلامی و اخوت اسلامی وغیرہ وغیرہ اخلاق فاضلہ کا سبق پڑھاتی ہے اور بہترین عملی نمونے ہمارے سامنے پیش کرتی ہے۔

کیا تاریخ عالم میں کوئی ایسا انسان پیش کیا جا سکتا ہے کہ جس کی زندگی کے حالات و واقعات ہر حیثیت اور ہر طبقہ انسانیت کے لئے رہبر کامل کا کام دے سکیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ حضرت خاتم الانبیا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ تمام دنیا کے واسطے بہترین دستور العمل ہو سکتا ہے۔ تو اس میں بھی کچھ شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ کہ اسوۂ حسینی بھی جو بعینہٖ اسوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ دنیا کے واسطے بہترین نمونہ ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم تمام مسلمانوں کو اسوۂ حسینی پر سچے دل سے چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین

فرض شناسی

ہر ترقی کا مدار فرض شناسی پر ہے صرف وہ افراد ترقی کرتے ہیں جو فرض شناس ہیں۔ واقعہ کربلا کے تمام شرکاء کو فرض کا قوی احساس ہے۔ ایسا احساس کہ ہر ایک خود فرض شناس ہے اور یہ ضرورت بھی نہیں پڑتی کہ ہر ایک کو اس کا فرض یاد دلایا جائے۔ اس واقعہ کے اصل ہیرو خود حضرت سید الشہدا حسینؓ ہیں۔ دنیا کی کوئی طاقت آپ کو ادائے فرض سے نہ روک سکی۔ صحابہؓ نے مخالف مشورے دیئے۔ آپ کے ہراول حضرت مسلم بن عقیلؓ کا خون بہایا گیا۔ غرض اس قسم کے واقعات پے در پے ایسے ہوئے۔ کہ اگر کوئی اور ہوتا تو اس کا پائے فرض شناسی ڈگمگا جاتا۔ وہ اپنے فرض کو چھوڑ دیتا یا بھلا دیتا۔ لیکن جوں جوں مصائب کی تیزی بڑھتی گئی۔ امام حسینؓ کی فرض شناسی کا احساس اور قوی ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ آپ نہایت کامیابی کے ساتھ اپنے فریضہ سے فارغ ہوئے۔ اب دیگر شرکاء واقعہ کی فرض شناسی ملاحظہ ہو۔ حبیب ابن مظاہر اسدی اپنے فرض سے آگاہ ہیں۔ زہیر اپنے فرض کو پہچانتے ہیں، قمر بنی ہاشم اپنے فرض کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ علاوہ اس فکر میں کہ کب اس سے فارغ ہوں علی اکبرؓ اپنے فریضہ کو سمجھ رہے ہیں اور انہیں یہ کہنے کی بھی ضرورت نہیں کہ آپ کا فریضہ یہ ہے۔ حتےٰ کہ حضرت قاسم بن حسنؓ جو ابھی سن بلوغ کو بھی نہیں پہنچے۔ اپنے فرض سے اسی طرح روشناس ہیں۔ جس طرح زبان ذوق شیرینی سے۔ بلکہ شش ماہہ مجاہد صغیر بھی گہوارہ میں فرض شناس ہے اور منتظر ہے کہ کب ادائے فریضہ کا وقت آتا ہے۔ اسی طرح مخدرات عصمت و طہارت بھی اپنے اپنے فرائض سے واقف ہیں۔ اس لئے اُن میں سے کسی کو یہ ضرورت نہیں پڑتی۔ کہ دوسرے کو اپنا فرض جتلائے۔ اور جب وقت آ جاتا ہے تو کبھی حبیب میدان میں آ جاتے ہیں۔ کبھی زہیر اور کبھی عباس اور کبھی علی اکبر۔ جب وقت آتا ہے تو قاسم بھی ہاتھ جوڑ کر اذن جہاد طلب کرتے ہیں جب وقت آتا ہے تو علی اصغر بھی امام مظلوم کی گود میں آ جاتے ہیں۔

پس آؤ ہم بھی اسوۂ شہداء پر چل کر فرض شناس بن جائیں۔ تاکہ دین و دنیا میں ہمیں سرخروئی اور کامیابی ہو۔

عبرت آموز سبق

تاریخ عالم پر ایک نگاہ ڈالنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں جب بھی تباہی آئی۔ فسق و فجور کی وجہ سے آئی اور بدکاریاں ہی تباہی کا پیش خیمہ بنیں اس لئے ہر بہی خواہ انسان کا فرض ہے کہ وہ دنیا کو تباہی سے بچائے یوں تو تمام خاصان خدا فسق و فجور کو روکنے کے لئے دنیا میں آئے۔

جب بیعت یزید آپ کے سامنے پیش کی گئی تو آپ نے یہ فرمایا کہ میں اس کے ہاتھ پر بیعت نہیں کرتا کیونکہ وہ شارب خمر اور راکب فجور ہے۔ درحقیقت یہ دونوں چیزیں لازم و ملزوم ہیں۔ شارب خمر فاجر ہوتا ہے۔ اور انہیں دونوں کی وجہوں سے حسینؓ نے تمام دنیا کو تباہی سے بچانے کے لئے یزید کی بیعت نہ کی۔ اعوان و انصار شہید کرائے۔ بیٹے ذبح کرائے۔ اپنا خشک گلا تہ خنجر رکھا۔ بہنوں اور بیٹیوں کو قید و بند میں مبتلا کیا۔ لیکن شرابی و بدکار کی بیعت کا جوا اپنی گردن میں نہ ڈالا ؎

سر داد نداد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لا الٰہ است حسینؓ

بقیہ سیلاب سے تباہی صفحہ ۳ سے آگے

کے قابل بنا دینے میں اپنی پوری ہمت سے کام لیا ہے۔ لیکن سیلاب کے اثرات ہر جگہ باقی ہیں۔ ملیریا کا خطرہ پیدا ہو چکا ہے۔ محکمہ صحت اس کی روک تھام کے لئے تدابیر سوچ رہا ہے۔ اس سیلاب سے جو جانی اور مالی نقصان ہوا ہے اس کا اندازہ اس وقت کرنا مشکل ہے۔

ہم نے گزشتہ شمارہ میں بھی سیلابوں کا علاج رجوع الی اللہ تجویز کیا تھا۔ اور اب بھی اسی علاج کی طرف حکومت اور عوام کی توجہ مبذول کرنا چاہتے ہیں یہ اللہ تعالےٰ کا بتلایا ہوا نسخہ ہے۔ جب کسی قوم نے اللہ تعالےٰ سے بغاوت کی تو ان کے نبی نے انہیں راہ راست پر لانے کے لئے یہی نسخہ تجویز کیا۔ قرآن مجید محفوظ ہے۔ آئندہ بھی جب کبھی کوئی قوم راہ حق سے روگردانی کرے گی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ کے غلام ان کو راہ راست پر لانے کے لئے یہی نسخہ تجویز فرماویں گے۔ سیلاب کو روکنے کے لئے حکومت نے بے شمار تدابیر کیں۔ لیکن وقت پر کوئی کارآمد ثابت نہ ہوئی۔ اس لئے ہم پھر ایک بار یہی قرآنی نسخہ حکومت اور عوام کے سامنے پیش کر کے درخواست کرتے ہیں۔ کہ خدارا اس نسخہ کو بھی آزما کر دیکھئے۔ یہ مجرب نسخہ پہلے۔ بارہا آزمایا جا چکا ہے۔ اور اب بھی انشاء اللہ فائدہ مند ثابت ہوگا۔

رَبَّنَا لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ +

بچوں کا صفحہ ——— کمال الدین مدرس لاہور کارپوریشن

غزوۂ تبوک

تبوک ایک مقام ہے جو مدینہ منورہ سے تقریباً ۱۴ منزل دور شام کے علاقے میں ہے۔ یہ غزوہ رومیوں سے ہوا جن میں اکثر عیسائی تھے۔ حضورؐ کو جب علم ہوا کہ ہرقل بادشاہ موتہ کی جنگ کا بدلہ لینے کے لئے مسلمانوں پر حملہ کی تیاریاں کر رہا ہے۔ یعنی وہی ہارے ہوئے عیسائی مدینہ طیبہ پر چڑھائی کرنے پر آمادہ ہیں تو حضورؐ بھی پیش بندی کے طور پر تیس ہزار کی تعداد میں فوج لے کر روانہ ہو گئے۔ یہ سخت گرمی کا زمانہ تھا۔ بارش بالکل نہیں ہوئی تھی۔ سارے ملک میں قحط پڑا ہوا تھا۔ مسلمان بیچارے بیحد غربت کی حالت میں تھے۔ ایسی حالت میں حضورؐ نے غزوہ کے لئے چندہ کی اپیل کی۔ مگر واہ رے صحابہ کرامؓ کی فدائیت۔ وہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اور ایسا دل کھول کر چندہ دیا۔ جس کی مثال ڈھونڈے سے بھی نہیں مل سکتی۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے تو حد ہی کر دی۔ جو سامان گھر میں تھا۔ سب کا سب لا کر حضورؐ کے قدموں میں ڈال دیا۔ حضورؐ بے حد خوش ہوئے اور ارشاد فرمایا۔ کچھ گھر میں بھی چھوڑا یا سب کچھ اٹھا لائے۔ عرض کیا حضورؐ کچھ بھی نہیں میرے لئے فقط اللہ اور رسول کا نام ہی سب کچھ ہے۔ یہ ہے فدائیت کا اعلےٰ مقام۔ حضرت فاروقؓ نے گھر کا آدھا سامان پیش کیا۔ اور آدھا بال بچوں کے لئے چھوڑا۔ اور دل میں یہ خیال کیا کہ اس دفعہ تو میں حضرت صدیق اکبرؓ سے بازی لے جاؤں گا۔ مگر جب معلوم ہوا کہ انہوں نے تو گھر میں کچھ بھی نہیں چھوڑا تو دانتوں میں انگلیاں دے کر رہ گئے۔ افسوس میں نے ہر چند کوشش کی کہ کبھی تو ان سے بڑھ جاؤں۔ مگر نہ بڑھ سکا۔ حضرت عثمانؓ نے دس ہزار دینار۔ تین سو اونٹ اور اس کے علاوہ بہت کچھ سامان پیش کیا۔ اسی طرح اور صحابہؓ کرام نے بھی اپنی بساط سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور عورتوں نے اپنے اپنے زیور اتار کر پیش کیے۔

جب تیاری مکمل ہو چکی تو لشکر کی کمان حضورؐ نے خود سنبھالی اور مدینہ شریف کا خلیفہ حضرت محمد بن مسلمہ کو کیا اور حضرت علیؓ کو گھر کی دیکھ بھال کے لئے چھوڑا۔

جب یہ لشکر تبوک کے مقام پر پہنچا تو وہاں پر کوئی بھی موجود نہ تھا۔ ہرقل بادشاہ حمص چلا گیا۔ اور رومیوں پر بے حد رعب چھا گیا۔ ان کے سرداروں نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر صلح کی۔ باج ادا کرنے کا عہد کیا۔ حضورؐ نے ان کو امان دے دی۔ حضورؐ نے پندرہ روز وہاں قیام فرمایا اور اسی دوران میں اکیدر نواب کو گرفتار کر کے لایا گیا اور دوسرے نوابوں سے معاہدے ہوئے۔ یہاں ایک مشہور واقعہ مسجد ضرار کا بھی ہے۔ منافقوں نے مسلمانوں کے خلاف مشورے کرنے کی غرض سے ایک مکان بنایا تھا۔ نام تو اس کا مسجد رکھا۔ مگر تھا یہ مسلمانوں کے خلاف زہر اگلنے اور ان کے مخالف تجویزیں پاس کرنے اور اسلام کے خلاف پروپیگنڈا کرنے کی غرض سے ایک پنچایت گھر

منافقوں نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضورؐ ہم نے اللہ واسطے ایک مسجد بنائی ہے۔ آپ مہربانی فرما کر وہاں قدم رنجہ فرمائیں تاکہ ہم آپؐ کے پیچھے اس نئی مسجد میں نماز پڑھیں اور مسجد اور زیادہ متبرک ہو جائے اور ہم آپ کی صحبت سے فیض حاصل کر لیں۔ حضورؐ کو کیا علم کہ ان خبیثوں کے دلوں میں کیا ہے۔ حضورؐ کی رحمۃ للعالمینی کا صدقہ اُن سے وعدہ فرما لیا کہ اچھا واپسی پر ہم اس میں نماز پڑھیں گے۔ اللہ پاک نے حضورؐ کو اطلاع دے دی کہ یہ مسجد نہیں ہے۔ بلکہ اسلام کے خلاف تجویزیں پاس کرنے کے لئے ایک خفیہ جگہ بنائی ہے۔ حضور کو جب یہ پتہ چلا تو واپسی پر اس مسجد کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ بالکل نیست و نابود کر دیا اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ اس جگہ اپنے مویشیوں کا میلا اور گھروں کا کوڑا کباڑ اور گندگی ڈالا کریں۔

بقیہ صحابہ کرامؓ کا علمی ولولہ اور انکا انہماک صفحہ ۱۷ سے آگے

پڑھتا ہوں اور ایک تاگا ان کے پاس ہوتا تھا جس میں ایک ہزار گرہ لگی ہوئی تھیں۔ رات کو اس وقت تک نہ سوتے تھے۔ جب تک کہ اس کو سبحان اللہ کے ساتھ پورا نہ کر لیتے تھے۔

ترتیب قرآن زید بن ثابت۔ جنگ یمامہ میں کم و بیش ستر حفاظ و قرآء کی شہادت کی وجہ سے ترتیب و جمع قرآن کی طرف توجہ مبذول ہوئی۔ خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے حضرت زید بن ثابت رضؓ کو بلا کر فرمایا۔ تم فہیم و عقیل ہو۔ اور قرآن مجید کے حافظ اور قاری ہو۔ نیز حضرت آقائے نامدار تاجدار مدینہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مقدس میں کتابت وحی کی خدمت بھی انجام دیتے رہے ہو۔ لہٰذا اس اہم اور صعب خدمت تم ہی انجام دو۔ اس مقدس خدمت کو انجام دینے کیلئے حضرت زید بن ثابت آمادہ ہو گئے اور آپ کی قیادت میں ایک بڑی جماعت اس کار خیر کی تکمیل کیلئے مامور ہو گئی۔ قرآن مجید کے منتشر اوراق جو ہڈیوں خرما (کھجور) کے پتوں، جانوروں کی کھالوں کے ٹکڑوں اور پتلے پتھروں پر مشتمل تھے۔ بڑی کدو کاوش کے بعد جمع کئے گئے۔ مختلف آیات پر ڈسکس اور مباحثہ و مذاکرہ ہوتا رہا۔ تمام قرآن مجید اسی ذوق و شوق سے مرتب و منضبط ہوتا رہا۔ لیکن ایک آیت کے متعلق قدرے اختلاف ہو گیا۔ جس کے متعلق فیصلہ یہ ٹھہرا کہ دو شاہدوں کی گواہی کے بعد آیت مصدقہ سمجھی جائیگی۔ وہ آیت حضرت ابو خزیمہ رضؓ کو یاد تھی۔ جب آپ رضؓ نے وہ آیت تلاوت فرمائی تو خود حضرت زید بن ثابتؓ کو بھی یاد آگئی اور لکھ لی اور پھر فرمایا کہ حضورؐ نے تنہا ایک ان (ابو خزیمہؓ) کی شہادت کو دو آدمیوں کی گواہی کے برابر قرار دیا تھا۔

یہ نسخہ عہد عثمانی میں ام المومنین حضرت حفصہؓ کے پاس محفوظ تھا۔ (باقی باقی)

ایڈیٹر
عبدالمنان
چوہان

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی - - - - - - تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جات تعلیم وجیل مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل ۶۰۴۷

نعت

از سیّد سالار کفیل ٹینچ بھاٹہ راولپنڈی چھاؤنی

ہر سمت ضیا بار ہیں انوار مدینہ
اس خاک میں مدفون ہیں سرکار مدینہ

پُر لطف بہارِ گل و گلزار مدینہ
پُر نور ہیں اب تک درو دیوار مدینہ

اکسیر سمجھ لیتے ہیں مٹی کو یہاں کی
عشاق نبیؐ واقفِ اسرار مدینہ

اس رہرو سے منزل کو ہے کیا شوقِ زیارت
مشتاق نظر دل ہے طلبگار مدینہ

تسخیرِ دو عالم کا یہ مرکز ہے جہاں میں
شاہد ہیں شجر جنگل و کہسارِ مدینہ

ہیں شمع رسالت کا ہوں پروانہ اڑونگا
گر مجھ کو بلائے کبھی سالار مدینہ

چوموں گا میں سینہ سے لگا رکھوں گا اسکو
پھولوں سے بھی بہتر ہے مجھے خارِ مدینہ

رہبر ہے اگر ذوق یقیں سہل ہے مشکل
دیکھیں گے کفیل آپ بھی دربارِ مدینہ

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ لاہور سے شائع ہوا۔